الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۳۱ مئی ۱۹۹۶ء شمارہ ۲۲

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بلجیم میں ورود مسعود

بلجیم [نمائندہ الفضل]: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۷ مئی بروز جمعۃ المبارک قریباً سوا تین بجے مسجد فضل لندن سے بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے دورے پر روانہ ہوئے اور رات بلجیم مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔ ۱۸ مئی کو صبح ساڑھے نو بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلجیم کی مجلس شوریٰ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ آل عمران کی آیات ۱۶۰ اور ۱۶۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر مجلس شوریٰ کی اہمیت اور اس کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس شوریٰ کا جو نظام اسلام نے جاری فرمایا ہے اور جسے خدا نے اپنے خاص فضل سے ہمیں توفیق بخشی ہے کہ از سرنو ایک زندہ نظام کے طور پر اسے پیش کریں۔ یہ ایک صالح نظام ہے اور یہ بہت سے پہلوؤں سے ممتاز اور الگ شان رکھتا ہے۔

حضور نے تلاوت فرمودہ آیات کے حوالہ سے بتایا کہ شوریٰ کے اس نظام میں نہ علم کو اہمیت دی گئی ہے اور نہ عقل کو بلکہ صرف تقویٰ کو اہمیت دی گئی ہے اور اس پہلو سے یہ نہایت تعجب انگیز بات ہے کہ دور دور سے نمائندے آئیں اور مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور ان کے لئے علم کی شرط ہی نہ ہو۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک عقل کا تعلق ہے وہ تقویٰ میں مدغم ہو جاتی ہے لیکن علم کی کوئی شرط اس میں بیان نہیں فرمائی گئی۔ یہ عجیب غور و فکر کا دیوان ہے جس میں علم کی کوئی شرط موجود نہیں ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ نبی جو اس سارے نظام کا شہنشاہ ہے وہ خود امّی ہے یعنی وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ امیوں میں سے ہی ایک امّی کو چنا گیا جسے تمام دنیا کو ہدایت دینے اور تعلیم دینے کے لئے ایک ایسا فریضہ سونپا گیا جو اس سے پہلے کسی کو سونپا نہیں گیا۔ سوال یہ ہے کہ اس میں علم کو اہمیت کیوں نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا انہی آیات میں اس کا حل موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ دراصل اہل علم سے مشورہ کے لئے بلائی ہی نہیں گئی بلکہ اہل تقویٰ سے مشورہ کے لئے بلائی گئی ہے۔

تقویٰ، مجلس شوریٰ کی جان ہے

حضور نے فرمایا کہ یہاں مشورہ کا حق تو دیا گیا ہے لیکن مشورہ قبول کرنے کا اختیار حضرت محمد رسول اللہ کو دیا ہے جو خود امّی تھے اور وہ کسی مشورہ کو اس لئے قبول کرتے ہیں کہ ان کی نظر ہمہ وقت اس بات پر ہوتی ہے کہ میرے اللہ کو یہ مشورہ پسند ہے یا نہیں ہے۔ اس پہلو سے تقویٰ جان ہے اس مجلس شوریٰ کی اور تقویٰ رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتا ہے "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" کہ چونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری رضا کے سوا تو کوئی فیصلہ نہیں کرتا اس لئے جب ہماری رضا جوئی کے لئے کوئی فیصلہ کر لے تو پھر ہم پر توکل رکھ۔

حضور نے فرمایا کہ جیسے قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون، اسے صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح شوریٰ کی قربانی کی روح بھی تقویٰ ہے۔ اگر تقویٰ سے مزین باتیں ہوں تو اللہ کی پیار کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ جہاں تک مشوروں کی ظاہری حیثیت کا تعلق ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ان پر عمل کی توفیق بھی خدا سے ملتی ہے۔ ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق بھی خدا سے ملتی ہے۔ پھر فرمایا: (باقی اگلے صفحہ پر)

الکبیر اور متعال ہستی صرف خدا تعالیٰ کی ہے
انسانوں میں سے کوئی کبیر یا متعال نہیں ہو سکتا

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۷ مئی ۱۹۹۶ء)

لندن [۱۷ مئی]: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ الرعد کی آیات ۱۰ تا ۱۲ کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو غیب کا علم بھی رکھتا ہے اور ظاہر کو بھی جانتا ہے۔ بندوں کو نہ تو ظاہر کا علم ہے اور نہ ہی غیب کا۔ چونکہ تمام بلندی اور عظمت علم کے نتیجے میں ہوتی ہے اس لئے الکبیر اور المتعال ہستی صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ انسانوں میں سے کوئی بھی کبیر یا متعال نہیں ہو سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ جہاں تک قرآن کریم میں "عالم الغیب والشھادۃ" کا مضمون ہے وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ چونکہ تمہیں ظاہر اور غیب دونوں کا علم نہیں اس لئے اندرونی اور مخفی خطرات کے مقابلہ کی تم میں طاقت نہیں کیونکہ علم کے بغیر مقابلہ ہو نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس پہلو سے انسان کو علم سے محروم رکھا ہے وہاں اس کی نگرانی کی ذمہ داری بھی خود سنبھال لی ہے اور انسان کے آگے پیچھے خدا کے حکم سے ایسے کارندے چلتے ہیں جو اسی کے حکم سے حفاظت کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا نیکی کو چھپا کر ادا کرنا یا اعلانیہ ادا کرنا ایک بہت گہرا مضمون ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گہرے اور پر حکمت مضمون کو بہت عمدگی سے روشنی ڈالی ہے آپ فرماتے ہیں کہ مومنوں کو دو قسم کی نیکی کرنے کا حکم ہے سرًا اور علانیہ۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مختصرات

مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۶ء کو مسجد فضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں ایک شاندار تاریخی تقریب منعقد ہوئی جس میں ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل میں کام کرنے والے رضاکار مردوں اور عورتوں کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک خصوصی مجلس میں شمولیت اور حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ بعد نماز مغرب حضور انور ان کارکنان کے درمیان رونق افروز ہوئے۔ دعوت طعام کے بعد (جس کا اہتمام ازراہ شفقت حضور انور کی طرف سے کیا گیا تھا) تلاوت کلام پاک سے مجلس کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں حضور انور نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے ممبران بورڈ ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کا الگ الگ تعارف کروانے کے بعد مختلف شعبہ جات میں کام کرنے والے احباب سے فرداً فرداً ملاقات فرمائی اور تعارف حاصل کیا اور ساتھ ساتھ پرلطف کلمات بھی ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد حضور رضاکار خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور سب نے اپنا تعارف کروایا۔ بعد ازاں حضور انور کے ساتھ رضاکار احباب کی، اپنے اپنے شعبہ کے لحاظ سے، الگ الگ گروپ تصاویر ہوئیں۔ اس نہایت ہی بے تکلف اور پر لطف یادگار مجلس کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا۔ جس کے بعد حضور انور واپس تشریف لے گئے۔ اس تقریب سے کارکنان کے دل فرط مسرت سے بھر گئے اور خدمت کا جذبہ فزوں تر ہو گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ہفتہ ۱۱ مئی ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معمول کے مطابق بچوں کی کلاس لی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مختلف بچوں نے نظمیں پڑھیں اور ایک بچی نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں مضمون پڑھا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے متعلق اپنا ذاتی تاثر اور چند واقعات بیان فرمائے۔

اتوار ۱۲ مئی ۱۹۹۶ء

آج انگریزی دان احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس "ملاقات" میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

- ★ میرا سوال Nature of Faith اور Nature of Reality سے تعلق رکھتا ہے۔ مذہب یہ سکھاتا ہے کہ مومنین کو خدا کی موجودگی کا تجربہ بھی حاصل ہو لیکن مشکل یہ ہے کہ Faith ایک غیر موجود، غیر معلوم اور نہ حاصل ہونے والی چیز پر ایمان لانے کا نام ہے۔ یہ بات وضاحت طلب ہے کہ عمومی Faith سے آگے بڑھ کر خدا کی حقیقت تک کا سفر کس طرح طے کیا جائے۔ Faith کہاں ختم ہوتا ہے اور کہاں سے حقیقت کا آغاز ہوتا ہے؟
- ★ خدا کو جاننے اور اس سے تعلق کے بارہ میں مختلف لوگوں کے مختلف تجربات ہیں۔ اس بارہ میں آپ کا کیا تبصرہ ہے؟
- ★ مغربی دنیا میں شادی بیاہ کے طریق اور اسبارہ میں اسلامی تعلیمات میں کیا فرق ہے اور اس کا معاشرہ کی بہتری سے کیا تعلق ہے؟
- ★ مختلف مذاہب کے تقابل کے بارہ میں ایک سوال کہ مختلف مذاہب میں اگرچہ الگ الگ انبیاء ہیں لیکن وہ آپس میں بہت قریب دکھائی دیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟
- ★ مذہب اور سیاست میں کیا تعلق ہے۔ کیا یہ ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں یا بنیادی طور پر مختلف ہیں؟
- ★ مسلمان عورتیں سر پر نقاب کیوں لیتی ہیں؟

سوموار ۱۳ مئی ۱۹۹۶ء

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۳۳ میں حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ حجر کی آیت ۲۸ تا ۴۶ کا ترجمہ و تشریح بیان فرمایا۔ آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے آپ نے کرہ ارض پر زندگی کے آغاز کے بارہ میں نہایت دلچسپ تحقیقی اور ایمان افروز گفتگو فرمائی۔ اس سے قبل گذشتہ ہفتہ کلاس نمبر ۱۳۲ میں بھی آپ نے اس بارہ میں گفتگو فرمائی تھی۔ یہ دونوں TAPES سننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے احباب کو ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔

منگل ۱۴ مئی ۱۹۹۶ء

ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۱۳۴ میں حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ حجر کی آیت ۴۷ تا آخر سورۃ (آیت ۱۰۰) کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

بدھ۔ جمعرات ۱۵ و ۱۶ مئی ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۱۶۰ اور ۱۶۱ لیں جن میں آنکھوں کی مختلف بیماریوں اور انکی ادویہ کے متعلق بتایا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ:۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۷ مئی ۱۹۹۶ء)

بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ ان کو اعلانیہ کیا جانا چاہئے اس کی غرض یہ ہے کہ دوسروں کو تحریک ہو اور وہ بھی نیکیاں کریں اس طرح معاشرے میں عموماً نیکی میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی مگر یہ بھی ضروری ہے کہ سرّاً نیکیاں کی جائیں۔ اس طرح کہ اگر ایک ہاتھ خیرات کرے تو دوسرے کو اس کا علم نہ ہو یعنی نیکی کو عمداً اتنا چھپایا جائے کہ اس کے وجود کے دوسرے حصے کو اس نیکی کی خبر نہ ہو۔

فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے"۔

حضور نے بتایا کہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض دفعہ زیورات بھجوا دیتے تھے مگر اپنا نام اخفاء میں رکھتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک مومن کا اپنے آقا سے اتنا فرق بھی نہیں ہوتا جتنا کہ ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ سے ہوتا ہے۔

کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہی ہر شخص کو یہ مقام میسر آتا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور خدا کے ساتھ اس کا ایک صافی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ دنیا اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہے اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے خیال تک پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی یہ قربانی خالصۃً اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اخفاء کی یہ انتہا اس وقت نصیب ہوتی ہے جب اللہ کے ساتھ تعلق اتنا بڑھ جائے کہ ہر دوسری چیز فنا ہو چکی ہو اس وقت اللہ تعالیٰ اس آخری مقام کی نیکی کو توفیق بخشتا ہے جو اسرار میں سے سب سے بڑا سر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایسے شخص کا دل تو چاہتا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنا نام ظاہر کر کے ان کی دعائیں لوں مگر جہاں نفس کی ملونی کا اندیشہ ہو وہاں انسان کو اپنے اوپر اعتماد نہیں رہتا اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں اپنے آقا پر نام ظاہر کروں گا تو میں اپنے نفس کی انا کی پیاس بجھانے کے لئے ایسا کروں گا اس لئے وہ نام ظاہر نہ کر کے اپنے ہاتھ سے اپنی انا کی گردن پر چھری پھیر لیتا ہے۔

پھر ایسے بھی ہیں جو اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ ان کے اور خدا کے درمیان ایک ایسا تعلق ہو جائے جس میں کسی دوسرے انسان کا دخل نہ ہو اور ایسا وہ کسی تکبر کی بنا پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی توجہ اپنی طرف پھیرنے کے لئے کرتے ہیں کہ میں تیرا بندہ ہوں، میری نیکی براہ راست تجھ تک پہنچے اور کسی اور شخص کا دخل اس میں نہ ہو۔ یہ ایک حالت ہے اس کہ ہم تکبر نہیں کہہ سکتے مگر اس حالت کے بغیر اگر تم ایسا کرو گے تو یہ ایک ریاکاری ہوگی کیونکہ یہ اسی شخص کو زیبا ہے اور اسی کی توفیق ہے جس کی نظر میں ہمہ وقت خدا موجود ہے۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے۔

اگر انسان کلیۃً اپنی نیکی کو ہر دوسرے وجود سے چھپا لے تو یہ بھی پاگل پن ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ طبعی حالتوں کے ساتھ ان نیکیوں کو ادا کیا جائے۔

تکبر اندھیروں کی پیداوار ہے جو انسانوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو کبھی ایک راز ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ پا لیا مگر یہ انتہائی بے وقوفی ہے ان کو اس تکبر کے نتیجے میں جو کچھ انہوں نے پایا ہوتا ہے وہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ ایک عارف باللہ کو تو خدا تعالیٰ روزانہ بے شمار نکات عطا فرماتا ہے اور وہ جھک کر قبول کرتا ہے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا کہ اس کی کوئی چالاکی ہے جو کام آئی ہے۔ تکبر دراصل اندھیروں کی پیداوار ہے جو انسانوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے ایک اقتباس پڑھتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ صرف ترک شر پر ہی نازاں ہوتے ہیں مگر اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ان بدیوں کی جگہ نیکیوں سے دلوں کو بھر لیا جائے کیونکہ جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نہ کیا جائے نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہ ہو اس وقت تک سلوک کی منازل طے نہیں ہوتیں اور خدا تعالیٰ کی طرف آئے بڑھنے کے لئے کوئی قدم اٹھانے کی توفیق نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یاد رکھو ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو۔ نیکی جس کے ساتھ دکھانے کی تمنا ہو وہ ہری ہوتی ہی نہیں۔ وہ خشک گھاس کی طرح ہوتی ہے اور ریا اس کے لئے تیلی کا کام دیتی ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نیکیوں کی حفاظت کریں اس لئے مسلسل جدوجہد اور ہمہ وقت نگرانی کی ضرورت ہے اور خاص طور پر وہ جماعت جو مالی قربانیوں میں اس قدر عظیم بلند منازل طے کر رہی ہو اس کے لئے تو اور بھی حفاظت کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ کے نزدیک چاہے کوئی چند آنے پیش کرے یا بڑی بڑی رقمیں سب برابر ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ گنتی کو نہیں بلکہ دینے والے کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔ پس وہ سارے جو خدا کی خاطر قربانیاں پیش کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی ان نیکیوں کی نگرانی کریں اور اس نگرانی کے تعلق میں جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا ہے اس کو اپنائیں کیونکہ اس کے ذریعہ ان کو باقی نیکیوں کی حفاظت کی توفیق بھی ملے گی۔

> **خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کا وصال ہی سچی راحت اور حقیقی آرام ہے**
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

☆ بقیہ: مختصرات

جمعہ ۱۷ مئی ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقام نبوت براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی کی برکت سے حاصل کیا ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ موسوی سلسلہ کے انبیاء نے مقام نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے نہیں بلکہ براہ راست حاصل کیا۔ البتہ وہ ان کی شریعت ہی کے تابع رہے۔ سوال یہ ہے کہ عام لوگوں کو یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں نبی نے مقام نبوت کسی نبی کی پیروی سے پایا ہے یا براہ راست پایا ہے؟

★ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم چولہ بابا نانک میں ایک شعر ہے

بچا آگ سے اور بچا آب سے
اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

سوال یہ ہے کہ آگ، پانی اور ہوا زندگی کے تین بہت اہم اسباب ہیں، یہاں آپؑ نے دو کا تو ذکر کیا ہے لیکن ہوا کا ذکر چھوڑ دیا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

★ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صدسالہ جوبلی کے لئے ایک تجویز فرمائی تھی کہ ہمارے پاس چوٹی کے ۱۰۰ سائنسدان ہونے چاہئیں جو اسلام کے دفاع کے لئے کام کریں، اور آپ بھی اپنے خطبات اور تقاریر میں ذکر فرما چکے ہیں کہ سائنس کے مختلف شعبوں میں احمدی سائنسدان پیدا ہونے چاہئیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بارہ میں باقاعدہ سکیم بنانی چاہئے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبصرہ۔

★ حالیہ معاشرہ کے نوچنے میں ازدواجی زندگی میں علیحدگی کی رفتار، ماضی کی نسبت قدرے تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے مذہبی طور پر کونسے ایسے اقدامات اٹھانے لازم ہیں جو طرفین کے لئے مفید ثابت ہوں۔

★ قرآن کریم میں آتا ہے تجسس سے کام نہ لو اور دوسری طرف سائنس تجسس سے ہی آگے بڑھتی ہے۔ ان دونوں میں تطبیق کیسے کی جاسکتی ہے؟

★ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جس طوفان کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے کیا وہ طوفان عالمگیر تھا؟

★ اسلام میں شراب، جوا اور سؤر حرام قرار دیئے گئے ہیں جبکہ مغربی دنیا کے اکثر ممالک میں ان تین چیزوں کے ذریعہ سے، سینکڑوں سال سے یہ لوگ اربوں پاؤنڈ سالانہ آمد پیدا کر رہے ہیں اور بے شمار لوگوں کی ملازمت انہی تین چیزوں کی وجہ سے ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اسلامی حکومت آگئی تو پھر اس کا متبادل کیا ہوگا؟

★ آجکل مغرب میں یہ بہت چرچا ہو رہا ہے کہ شراب دل کے لئے مفید ہے، اس پر حضور کا تبصرہ؟

★ کیا انسانی جسم میں سؤر کا دل لگانا جائز ہے؟

★ بچے کی پیدائش کے بعد کسی بزرگ سے اسے شہد چٹوایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ شہد چٹانے والے کے اخلاق و عادات اس میں آ جاتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

★ لڑکے کے عقیقہ میں دو جانور اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

★ UFO کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ کا بیان۔

★ مختلف مذاہب کے پیروکار اپنی معیاری کتب کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ڈر اور محبت کے مطابق، اپنے خالق کے تخیل ذہن نشین کئے بیٹھے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی برکات و افضال کا نزول بھی اسی نسبت سے ہوگا؟

★ نماز میں بعض دفعہ بھول جاتے ہیں کہ کونسی رکعت پڑھ رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

★ کیا نماز کی دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ پڑھی جا سکتی ہے؟

★ Nation of Islam کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ کا تبصرہ۔

★ اللہ تعالیٰ کو مختلف مذاہب میں کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے کیا یہ تمام نام بتدریج حالیہ صورت میں آئے یا ازل سے ہی انہیں ناموں سے یاد کیا جاتا تھا؟

★ احمدیت نے فی زمانہ تلوار کے جہاد سے منع فرمایا ہے۔ کیا ایسا وقت کبھی آسکتا ہے کہ جب تلوار کے جہاد کی ضرورت ہوگی؟

★ ایک شخص جو دھریہ ہے مگر ایک بہت اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ کیا وہ جہنم میں جائے گا؟

(ع۔م۔ر)

بقیہ:۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بلجیم میں ورود مسعود

"ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم" جب تم اس کی محبت کے سایہ تلے آ گئے تو پھر یہ تجویزیں، یہ منصوبے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کا فیصلہ کر لے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ان مجالس میں نہ علم کام آتا ہے، نہ ہوشیاری کام آتی ہے۔ اگر کام آتا ہے تو تقویٰ کام آتا ہے۔ ورنہ سب مشورے، سب کوششیں اس دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ اگر تقویٰ کی روح نہ ہو تو خواہ کیسی ہی چالاکیاں ہوں اگر خدا تمہیں چھوڑنے کا فیصلہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس دنیا میں تمہارا مددگار ہو سکے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطاب قریباً بیس منٹ تک جاری رہا۔ چونکہ اس کے معاً بعد حضور ایدہ اللہ نے جرمنی کے سفر کے لئے روانہ ہونا تھا اس لئے حضور نے خطاب کے آخر پر ایک دفعہ پھر دعا کروانے کے بعد مکرم امیر صاحب بلجیم سے فرمایا کہ وہ شوریٰ کی بقیہ کاروائی کو جاری رکھیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ اپنے قافلہ کے ہمراہ کاروں کے ذریعہ جرمنی کے لئے روانہ ہوئے۔ آخن کے بارڈر پر مکرم امیر صاحب جرمنی چند دوستوں کے ہمراہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے ان سب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور پھر ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

(بائیسویں قسط)

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ مدیر]

مسیح کی اصل حقیقت

پولوس کے منظر عام پر آنے اور اس کے مغربی سرزمینوں میں مسیحیت کا پرچار کرنے کے بعد مسیحیت واضح طور پر دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ ایک تو تھی پولوسی مسیحیت اور دوسری تھی وہ اصل مسیحیت جس پر جیمز دی رائیٹیئس اور اس وقت کے دوسرے عیسائی لیڈر (جو مسیح کے شاگرد بھی تھے) ایمان رکھتے تھے۔ بلاشبہ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ ان دونوں کے مسیحی مسلکوں میں سے جس کے مسلک کو چاہے اختیار کرے لیکن ہم یہاں یہ بات بطور خاص واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان میں سے جو اصل مسیحیت تھی وہ وحدانیت کے خطوط پر ہی پنپتی رہی اور اس نے اپنے آپ کو ان جدت طرازیوں سے الگ تھلگ اور پاک رکھا جو آگے چل کر مسیحی ایمانیات میں بے سروپا باتوں اور عجیب در عجیب گنجلکوں کا اضافہ کرنے کا موجب ہوئیں۔ ایسی بے سروپا باتوں میں بیٹے کی حیثیت سے مسیح کی اپنی الوہیت، تثلیث، موروثی گناہ، کفارہ، نجات اور جسمانی طور پر مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کے عجیب و غریب مسائل شامل ہیں۔ کلیسیا کے ابتدائی لیڈروں کے مذہبی نظریات (جن میں جیمز دی رائیٹیئس کو نمایاں حیثیت حاصل ہے) بہت سہل اور عام فہم تھے اور ان تضادات کی گنجلکوں سے پاک تھے جو پراسرار دھند اور دھوئیں کی تہہ کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ کلیسیا میں خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلک کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ تثلیث کے نعرہ سے یکسر مبرا توحید خالص کا عقیدہ سرکاری سطح پر اس وقت کے حقیقی کلیسیا کا طرہ امتیاز بنا رہا۔

ہم واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس مختصر مقالہ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عیسائیوں کو خود مسیح کے اپنے عقیدہ سے منحرف کر کے انہیں کسی اور عقیدہ کا معترف بنایا جائے۔ اس مقالہ کی حیثیت محض ایک پرخلوص کوشش کی ہے اور وہ کوشش یہ ہے کہ مسیحی بھائیوں کو اس خالص مذہب اور طریق عمل کی طرف دعوت دی جائے جو مسیح کا اپنا مذہب اور طریق عمل تھا۔ کلیۃً اخلاص پر مبنی ہماری یہ دردمندانہ کوشش ہے کہ مسیحی بھائیوں کی توجہ قصے کہانیوں سے ہٹا کر ان کا رخ پھر عیسائیت کے اصل حقائق کی طرف پھیر دیا جائے۔ یہ حقائق صاف ستھری اور نکھری ہوئی اصلیت کے آئینہ دار ہونے کے باعث اتنے حسین ہیں کہ ان سے آگاہ ہو کر قلوب و اذہان کو عجب تسکین و طمانیت کا احساس ہوتا ہے۔

یہ مسیح کی حقیقت کے گرد دو ہزار سالہ قصے کہانیوں کے بنے ہوئے جال کی بدولت نہیں ہے کہ جس نے مسیحیت کے وجود کو مجتمع حالت میں برقرار رکھا ہوا ہے اور نہ ان قصے کہانیوں نے اسے عقل اور سائنس کی بڑھتی ہوئی علمی روشنی کے نت نئے چیلنجوں سے بچانے میں اس کی مدد کی ہے اور نہ ہی عجیب و غریب دھندلکوں میں لپٹے ہوئے تثلیث کے عقیدے نے اسے باقی رکھنے میں کوئی کردار ادا کیا ہے۔ جو چیز مسیحیت میں پوشیدہ صداقت اور اس کی روح کو برقرار رکھنے کا موجب ہوئی ہے وہ ہے خود یسوع مسیح کی شخصیت کی دلآویزی اور اس کی حقیقی تعلیم کا باطنی حسن۔ یہ بعد میں گھڑی جانے والی مصنوعی الوہیت کی آئینہ دار شخصیت نہیں بلکہ یہ انسان مسیح کے حسین اور مقدس و مطہر عمل و کردار کی کشش ہے جو اس کے ساتھ دلوں کی وابستگی کا موجب ہوئی ہے۔ نیک مقاصد اور مقدس اصولوں کی خاطر دکھ اٹھانا، اس راہ میں صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا غیر متزلزل عزم و استقلال کا مظاہرہ کرنا اور اصولوں پر سودابازی نہ کرنے میں تمام آمرانہ اور ظالمانہ کوششوں کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دینا مسیح کے یہ وہ اعلیٰ و ارفع اوصاف ہیں جنہوں نے مسیحیت کے وجود کے حق میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کیا اور جو اس کی پشت پناہ بن کر اسے قائم و برقرار رکھنے کا موجب ہوئے۔ یہ اوصاف آج بھی اسی طرح حسین اور دلکش ہیں جس طرح کہ پہلے تھے۔ ان اوصاف نے عیسائیوں کے قلوب و اذہان کو اس قوت سے متاثر کیا کہ وہ آج بھی مسیح کے دامن سے وابستہ چلے آ رہے ہیں۔ وہ عقائد کی بحثوں میں منطقی استدلال کی واضح خامیوں سے صرف نظر کر سکتے ہیں لیکن مسیح سے تعلق توڑنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔

مسیح کی اصل عظمت کا راز اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ اس نے تاریکی کی زبردست قوتوں کو جنہوں نے اسے ختم کرنے کی سازش کی تھی اور جو اسے کالعدم کرنے پر تلی ہوئی تھیں انہیں محض اور محض ایک انسان ہوتے ہوئے نہ صرف زیر کیا بلکہ ان پر زبردست فتح حاصل کی۔ مسیح کی یہ عظیم الشان فتح اس قابل ہے کہ اولاد آدم اس پر فخر کرے اور اس میں اپنے آپ کو شریک سمجھے۔ جب ہم اس تمام صورت حال پر وسیع تر اسلامی نقطہ نگاہ سے نظر ڈالتے ہیں تو مسیح اولاد آدم کے بہت قابل احترام وجودوں میں سے ایک نظر آتا ہے جس نے اپنے عملی نمونہ سے مصائب و شدائد کا نہایت پامردی اور ہمت و استقلال سے مقابلہ کرنے کا درس دیا۔ آزمائشوں اور ابتلاؤں میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود ہمت نہ ہارنا اور حق و صداقت پر مبنی اپنے موقف پر ڈٹے رہنا اور پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دینا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جو مسیح نے انجام دے کر اپنے رنگ میں دنیا کے سامنے ایک مثال قائم کر دکھائی۔ یہ اس کی دکھوں بھری زندگی ہی تھی جو انسانیت کو چار چاند لگانے کا موجب بنی اور جس نے اسے موت پر فتح بخش کر کامیابی کے ساتھ جینے اور مقصد حاصل کرنے کا ڈھنگ سکھایا۔ اگر وہ مقصد حیات کو فراموش کر کے رضاکارانہ طور پر مرنا قبول کر لیتا تو ایسا فعل مصائب و شدائد سے فرار کے مترادف ہوتا۔ کوئی اسے کس طرح بہادری اور شجاعت کے اقدام سے تعبیر کرتا۔ کیا جو لوگ نامساعد و پرمصائب حالات کے دباؤ کو برداشت نہ کرتے ہوئے خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے اس فعل کو بزدلی قرار نہیں دیا جاتا؟ زندہ رہ کر مصائب و شدائد کی چکی میں پسنے کو ترجیح دینا اور حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا، مصائب سے چھٹکارے کی خاطر موت کو گلے لگانے اور زندگی کی بازی ہارنے سے بدرجہا افضل ہوا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے انسانیت کے گناہوں کی خاطر موت قبول کرنے کی شکل میں مسیح کی بظاہر عظیم قربانی کا انسانیت کے گناہوں کی خاطر موت قبول کرنے کی شکل میں مسیح کی بظاہر عظیم قربانی کا تصور کھوکھلی اور بے وزن جذباتیت سے زیادہ اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ہم پھر باصرار و بہ تکرار اس بات پر زور دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسیح کی عظمت اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اس نے صرف ایک بار قربانی پیش کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ زندگی بھر مسلسل عظیم قربانی دیتا چلا گیا۔ زندگی بھر اس نے اس ترغیب و تحریص کا بڑی پامردی اور بے جگری سے مقابلہ کیا کہ وہ دکھوں اور مسلسل پہنچنے والی تکلیفوں سے جان چھڑا کر سکھ چین اور آرام کی زندگی بسر کرے۔ ہر دن جو چڑھتا تھا اور ہر رات جو گزرتی تھی اسے موت درپیش ہوتی تھی کہ وہ اس کی آغوش میں جا کر دکھوں سے نجات حاصل کرے۔ لیکن اس نے بزدلی نہیں دکھائی بلکہ مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ زندہ رہا اور زندہ رہتا چلا گیا تاکہ جان جوکھوں میں ڈال کر گناہگاروں کو گناہوں سے پاک کرے اور اس طرح انہیں روحانی حیات سے ہمکنار کرتا چلا جائے۔ اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کرنے سے انکار کر کے اور اس کے آگے جھکنے اور گھٹنے ٹیکنے سے منہ موڑ کر موت پر فتح پائی۔ اس نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعہ ہلاک کرنے والی موت کو چاروں طرف سے گھیر کر اسے چاروں شانوں چت کر دکھایا اور اس طرح اس کے شکنجے سے بہتوں کو نکالنے میں کامیاب رہا۔ اس سے کم ہمت کوئی اور ہوتا تو دوسروں کو بچانا تو کجا خود تباہ ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اس طرح اس نے اپنی صداقت کو آشکار کر دکھایا اور اپنے وعدے کو پورا کر کے چھوڑا۔ یہی تو اس کی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے ہم اس کی عزت کرتے ہیں اور اس سے اس قدر محبت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی اور اپنی خواہش سے نہیں بولتا تھا بلکہ خدا کے کہے سے بولتا تھا اسی لئے اس کی آواز خدا کی آواز تھی۔ اس نے وہی کچھ کہا جس کے کہنے پر وہ مامور کیا گیا تھا۔ اس میں کمی بیشی کئے بغیر بعینہ وہی اس نے کہہ دکھایا اور پھر اسے پورا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ زندگی بھر اس نے صرف اور صرف خدا کی عبادت کی اور کسی فانی انسان سے اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ اس کے اپنے آگے یا اس کی ماں کے آگے یا روح القدس کے آگے جھکے اور ان کی عبادت کرے۔ یہ ہے مسیح کی اصل حقیقت جس کی طرف ہم تمام فرقوں اور گوناگوں عقیدوں کی طرف منسوب ہونے والے مسیحیوں کو واپس لوٹنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مذہب کا تسلسل

ہم مذہب کے تسلسل اور اس کی آفاقیت پر ایمان رکھتے ہیں اور مذہب کی اس آفاقیت کی وجہ سے ہی ہم مقام نبوت کو ایک آفاق گیر مظہر حقیقت یقین کرتے ہوئے اس کی اہمیت پر بہت زور دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خدا کی طرف سے مبعوث ہونے والے تمام نبیوں کو تسلیم کرنا اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ زمرہ انبیاء میں سے کسی ایک نبی کا انکار جملہ انبیاء کے انکار کے مترادف ہوتا ہے۔ درحقیقت انسان نبیوں کے آگے سر تسلیم و اطاعت اس لئے خم کرتا ہے کہ وہ سب ایک ہی خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ صرف اور صرف اس کی عبادت کی طرف نوع انسانی کو بلاتے ہیں۔ اس سیاق و سباق میں "تسلسل" کے لفظ کو بایں معنی سمجھنا چاہئے کہ جیسا کہ دو چیزوں میں ایک جیسی کیفیت اور بنیادی نوعیت کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مذہب کے اس تسلسل سے زندگی یعنی حیات میں پائی جانے والی ارتقائی کیفیت ہرگز مراد نہیں ہے۔ ہم تمام شعبوں میں انسانی جدوجہد کی عمومی ترقی کے مطابق قدم بہ قدم ملنے والے پیغام کی ترقی پذیر کیفیت کے قائل ہیں۔ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے مذاہب کی ابتدائی شکلیں اگرچہ ایک ہی نوعیت کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہوتی تھیں لیکن تفصیلی ہدایات کے اعتبار سے وہ حسب حالات و حسب ضرورت نسبتاً چھوٹے دائروں پر محیط ہوتی تھیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حسب ضرورت اوامر و نواہی کی تعداد محدود ہوا کرتی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ ان اوامر و نواہی کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور یہ انسانی جہد و عمل اور جدوجہد کے وسیع تر حلقوں یا میدانوں پر محیط ہوتی چلی گئی۔ مزید برآں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جن مذاہب کا تعلق قدیمی تہذیبوں سے تھا ان کے مخاطب خاص قبیلوں یا برادریوں یا علاقوں کے لوگ ہوتے تھے۔ ان کے لائے ہوئے پیغام کی نوعیت بھی علاقے، وقت اور زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق محدود ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے انہیں قبائلی، گروہی یا قومی مذہب قرار دیا جا سکتا ہے۔ بنی اسرائیل اور دیگر یہودیوں کو جو تعلیمات ملیں ان کا معاملہ ایک بہت مناسب اور کارآمد مثال کی حیثیت رکھتا ہے جس سے اس کی بی وضا ہو جاتی ہے۔

لہذا مذہب کے تعلق میں تاریخی رجحان کی ترقی کو دو حلقوں کی نسبت سے مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) نازل ہونے والی تعلیموں کی درجہ بدرجہ ترقی پذیر تفصیل و توضیح اور اپنے محدود دائرے میں نسبتی لحاظ سے ان کی مرحلہ وار تکمیل۔

(۲) تعلیم کے نسبتاً چھوٹے درجہ سے بڑے اور وسیع تر درجہ کی طرف ترقی پذیر منتقلی اور اس کا تکمیلی مرحلہ۔

مذہب کے تسلسل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مذہب آدم پر ظاہر کیا گیا تھا وہی مذہب کرہ ارض پر پھیلنے والے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتا چلا گیا اور اس میں درجہ بدرجہ ترقی پذیر تبدیلی آتی چلی گئی اور اس طرح اس کے دائرہ ہدایت اور دائرہ خطابت میں وسعت پیدا ہوتی رہی۔ بلکہ مذکورہ تسلسل سے مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں جو تہذیبیں جڑ پکڑتی اور پنپتی رہیں وہاں الہام الٰہی کے نتیجہ میں ایسے مذاہب معرض وجود میں آتے رہے جو دنیا کے ان حصوں میں انسان کی معاشرتی ترقی سے ہدایت و رہنمائی کے رنگ میں مناسبت رکھتے تھے۔ ایسے تمام مذاہب حسب ضرورت جہاں جہاں بھی معرض وجود میں آئے وہ اسی انداز اور اسی سمت میں ترقی کرتے رہے۔

مذہبی ترقی کی معراج

ہمارے یقین اور ایمان کے مطابق متعدد حیثیتیں رکھنے والے ایسے ہی مذاہب میں سے ایک مذہب مشرق وسطی کے علاقہ میں پرورش پا رہا اور پنپ رہا تھا۔ جو ایسے بڑے بڑے مذاہب کو معرض وجود میں لانے کا موجب بنا جنہوں نے دنیا میں مذہبی عروج و ارتقاء کے حق میں بنیاد کا کام دینا تھا۔ مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ یہودیت کے بعد عیسائیت اور پھر اسلام کا یکے بعد دیگرے آنا مذہبی تعلیم کے ارتقاء کی سمت کو اجاگر کئے بغیر نہیں رہتا۔ ان مذاہب کے مطالعہ سے ان کی تعلیموں میں آگے کی سمت یا پیچھے کی سمت حرکت (یعنی پیش قدمی یا پسپائی) کا بآسانی پتہ لگایا جا سکتا ہے اور ان میں پائے جانے والے باہمی ربط کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔

لہذا سلسلہ وار رونما ہونے والے احوال و واقعات کے اس عظیم منصوبہ کے ماله و ماعلیہ کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے جس نے ان تعلیموں کو درجہ کمال تک پہنچانے پر منتج ہونا تھا اور جو فی الحقیقت ان تعلیموں کی معراج کے طور پر ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام کے ظہور پر منتج ہو کر رہا۔

اس سیاق و سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات یہودیوں کے اپنے حق میں ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصبات سے بالا ہو کر پوری سنجیدگی سے یسوع مسیح کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسے شناخت کرنے میں ناکام رہ کر یہود کا معاملہ ان بے شمار انواع و اقسام کی نامیاتی مخلوق جیسا ہو جاتا ہے جو تاریخ ارتقاء کی اتھاہ گہرائیوں میں مدفون پڑی ہیں اور اب وہ درخت حیات کے بڑھنے اور اس کے چوٹی تک پہنچنے کے ارتقائی عمل میں کوئی اہم اور نمایاں کردار ادا نہیں کر رہیں۔ اپنی اس حالت میں وہ تاریخ کے ایک بچے کھچے غیر اہم حصہ کے طور پر شمار تو ہوتی ہیں لیکن وہ اپنے وجود کے ایک بہت تنگ دائرہ میں ہی زندہ و موجود رہنے پر مجبور ہیں۔

پھر مسیحیوں کا معاملہ بھی یہودیوں کے معاملہ سے چنداں مختلف نہیں ہے۔ وہ ان سے صرف ایک قدم آگے ہیں۔ اور تاریخی و زمانی ترتیب کے لحاظ سے اسلام کے ذرا زیادہ قریب ہیں۔ بایں ہمہ یہ بات اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ یسوع مسیح کے اصل راستہ سے منحرف ہونے کے بعد انحطاط کی طرف لے جانے والے اس راستہ پر پڑ کے جو ابتداءً پولوس نے متعین کیا تھا اس راستہ نے مسیحیوں کو یہودیوں سے بھی کہیں زیادہ اسلام سے دور کر دیا۔ یہودیوں نے اپنے وجود میں آنے پر چار ہزار سال گزارنے کے باوجود اور کچھ نہ سہی کم از کم توحید کا سبق بڑی پختگی سے سیکھ لیا ہے جو کسی بھی مذہب میں روحانی زندگی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن بعض بنیادی عقائد میں اسلام سے اس قربت کے باوجود بعض دوسرے عوامل ایسے ہیں جنہوں نے انہیں بہت بڑی تعداد میں قبول اسلام سے انکار پر مصر رہنے میں سنگ خارا بنا چھوڑا ہے۔

غور و فکر کے آئینہ دار اس مطالعہ کے نتیجہ میں میں یہ یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ جب تک یہود اپنی افتاد طبع اور طرز فکر میں وہ تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جس کا پیدا کرنا مسیح کی آمد اول کو سمجھنے اور شناخت کرنے کے لئے ضروری ہے وہ بعض عقائد میں مسلمانوں کے ساتھ یکسانیت کے باوجود اسلام سے مسیحیوں سے بھی زیادہ دور اور پرے رہیں گے۔ انہوں نے اپنے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان تعلق یا رابطہ قائم کرنے والی نہایت اہم کڑی یسوع مسیح کو ہی اپنے ہاتھ سے گنوا دیا۔ آسمانی صداقت کے اس انکار اور صریح استرداد نے انہیں ایسا پتھر دل بنا دیا ہے کہ وہ نفسیاتی طور پر کوئی نیا پیغام قبول کرنے کی صلاحیت سے ہی بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ مسیح آکر جا بھی چکا ہے اور وہ ہیں کہ ہنوز مسیح کی آمد کا انتظار کئے جا رہے ہیں۔ ایک دفعہ اسے شناخت کرنے میں ناکام رہنے کے بعد اس کا بہت ہی کم امکان ہے کہ وہ اس کی آمد ثانی میں اسے شناخت کر لیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقدر ہی یہ ہے کہ وہ خوابوں میں لپٹے ہوئے اپنے مسیحا کا ابد تک انتظار کرتے رہیں۔

مسیح نے ارفع تر مذہب یعنی اسلام کی پیروی کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا۔ ہمارے اس بیان کو پتھر کی لکیر سمجھ کر اس سے غلط مطلب اخذ کرنا نہیں چاہئے۔ ہمارے کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ یہودی پہلے عیسائیت کو قبول کریں اور پھر اسلام کی طرف قدم بڑھائیں۔ اگر ایسا سمجھا جائے تو مذہبی صداقتیں ظاہر ہونے اور ان کے منظر عام پر آنے کے طریق سے متعلق ایسی سمجھ انتہائی سادہ لوحی کی آئینہ دار ہوگی۔ ہم جو کچھ کہنے یا بتانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک قوم جس نے ایک ایسے نبی یا پیغمبر کا انکار کر دیا جو ایک عام نبی نہیں تھا بلکہ جس نے ایک ارفع تر صداقت کے ظاہر ہونے سے پہلے اس قوم کی ذہنی اور روحانی تربیت کا اہم کام انجام دینا تھا اس کا ایسے نبی کو مسترد کر دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ قوم ایک گہری نفسیاتی اور روحانی بیماری میں مبتلا ہے۔ سو جب تک اس کا یہ مرض دور نہیں ہوتا اور جب تک صداقت کے بارہ میں اس کے بگڑے ہوئے رویہ اور کج روی کی آئینہ دار روش کی اصلاح نہیں ہوتی اس قوم کے بارہ میں اس امر کا امکان بہت کم ہے کہ وہ ایک ایسے نبی کی پیروی کرے جو تعلق جوڑنے والی اس کڑی کے بعد مبعوث ہوا ہے جس کڑی کو وہ پہلے ہی خود اپنے ہاتھوں گنوا بیٹھی ہے۔

جہاں تک مسیحیوں کے اپنے رجحان اور طرز عمل کا تعلق ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت تک ان کی رسائی اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ مسیح کی اصل حقیقت اور صداقت کی طرف واپس لوٹیں۔ مسیح انسانوں کو خدا تک پہنچانے والا راستہ ہی نہ تھا بلکہ تمام دوسرے نبیوں کی طرح اس عظیم الشان نبی کی بھی راہ دکھانے والا تھا جس کا اس کے اپنے بعد آنا مقدر تھا۔ مسیح کی بیان کردہ تاکستان (انگوروں کے باغ) کی تمثیل میں خود مسیح کی اپنی حیثیت ایک درمیانی کڑی تھی۔ اس کی رو سے خدا کی راہ دکھانے والے خدا کے آخری کامل نمونہ (یعنی مظہر اتم الوہیت) نے ابھی آنا تھا۔ پس جب تک عیسائی صاحبان مسیح کے جھوٹ موٹ کے خیالی اور دیومالائی تصور کو خیرباد کہہ کر اپنے روحانی آقا کی رفیع اور عظیم حقیقت کی طرف واپس نہیں آتے ان کی رسائی اس راستہ تک نہیں ہو سکتی جس راستہ پر چل کر مسیح کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی ہوئی تھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ و تابندہ حقیقت تھے کہانی یا قصہ نہیں تھے۔ اور حقیقتیں ہی دوسری حقیقتوں تک پہنچا سکتی ہیں۔ اس لئے مسیح کی کہانی نہیں بلکہ ان کی حقیقت ہی مسیحیوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو شناخت کرنے کی سعادت سے بہرہ ور کرے گی۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ:- ہومیو پیتھی کلاس

جلد اپنی ٹون کھو دیتی ہے۔ جلد کے گلینڈز مرنے لگتے ہیں۔ اس لئے بالوں کا گرنا طبعی امر ہے۔ یہ جلد کے پورے حصے پر اثرانداز ہوتی ہے۔ صرف بیرونی حصے پر نہیں۔

گرمیوں میں خصوصیت سے سونے کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ اور ویسے بھی سونے کے بعد ایسے مریض کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ بہت ہی گہری اداسی کا دورہ آتا ہے۔ باتوں میں ہکلانا بھی ہے۔ بعض کو بستر سے اٹھتے ہی چکر آتے ہیں۔ اکثر ایسے مریض لو بلڈ پریشر کا شکار ہوتے ہیں۔ جن کی پنڈلیاں رہ جائیں ان کو یہ بیماری ہوتی ہے۔ جن کے لئے میں نے تنگ جرابیں تجویز کی ہیں۔

اس میں جو زائد علامت ہے وہ متلی کی ہے۔ کاربوویج میں متلی نہیں ہے۔ اگر یہ ہو اور متلی بھی ہو تو سیلینیئم کو نہ بھولیں۔

گرمی کے اور بداثرات میں سے ایک کمزوری کے علاوہ یہ ہے کہ بائیں آنکھ کے اوپر تیز ڈنگ جیسی درد محسوس ہوتی ہے۔ دھوپ میں زیادہ چلے تو یہ علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

عام طور پر آنکھ کے اردگرد کے پٹھے پھڑکتے ہیں لیکن اس میں یہ عجیب بات ہے کہ TWICHING چبھنے کا احساس آئی بال کے اندر ہوتا ہے۔ آئی بال میں دھڑکن یا چبھن کا احساس ہو تو سیلینیئم کو یاد رکھنا چاہئے۔

ایسا بہرا پن جس میں کانوں کی ویکس خشک ہو جائے اور اکٹھی ہو کر جم جائے۔ اس میں سیلینیئم اس کو نرم کرنے میں مفید ہوتی ہے۔ گلینڈ سوکھنے سے جو اثرات ہوتے ہیں اس میں سیلینیئم مفید ہے۔

جگر میں عموماً دکھن پائی جاتی ہے جو دباؤ سے تعلق رکھتی ہے ویسے نہیں ہوتی۔ جگر بڑھ بھی جاتا ہے۔

انتڑیوں میں خشکی پائی جاتی ہے جس سے سٹول خشک ہو جاتا ہے۔

سیلینیئم کا مزاج یہ ہے کہ جلد پر اثر گہرائی تک ہے۔ اور میوکس میمبرین پر بھی اثر ہے جیسے کہ انتڑیوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

سارسپریلا بھی جلد بوڑھا کرتی ہے اور سیلینیئم بھی اس میں انتڑیاں خشک ہو کر سوکھتی اور زخم کر دیتی ہیں جب زخمی ہو تو اسہال کثرت سے انتڑیاں باہر پھینکنے لگ جاتی ہیں۔

عورتوں اور مردوں کی جنسی کمزوریوں میں نمایاں اثر رکھتی ہے اگر باقی علامتیں موجود ہوں، ویسے نہیں۔ آواز کا کھویا جانا یا کم ہو جانا جلد کی عمومی خشکی کے اثر سے ہے جس کا اثر اندر تک چلا جاتا ہے۔

عموماً تو جلد میں صرف بڑھاپے کے آثار ہیں لیکن ہتھیلی کی جلد جو سب سے زیادہ مزاحمت کرتی ہے بڑھاپے کے آثار کی سب سے آخر پر جھریاں قبول کرتی ہے۔ اس میں بجائے جھریاں ڈالنے کے وہ علامتیں جو جلدی بیماریوں کی علامتیں ہیں وہ اس میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ویسے سوراٰئس نہیں۔ مگر ہتھیلی کا بڑا خطرناک سوراٰئسس ہو جاتا ہے یہ سفلس کی طرح خطرناک اور گہرا ہے۔ اس میں سیلینیئم کام آسکتی ہے۔ اور کینٹ کے نزدیک کیوریٹو ہے یعنی وقتی آرام نہیں دیتی بلکہ مکمل صحت یاب کر دیتی ہے۔

نچلے حصے میں ٹانگوں پر کمزوریاں زیادہ ہو جاتی ہیں مریض چلنے پھرنے میں دقت محسوس کرتا ہے اور تشنجی علامتیں ٹانگوں میں خاص طور پر ٹانگ کے نچلے حصے یعنی پنڈلیوں میں اس کے مسلز میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔

نیند کی ایک علامت ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں نیند آتی ہے پھر آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے یہ بیماری فاسفورس میں بھی پائی جاتی ہے۔

فاسفورس میں اگر بے وجہ رات کو بار بار آنکھ کھلے تو فاسفورس آرام دہ گہری لمبی نیند لانے میں مفید ہے۔ اگر بے چینی کی وجہ سے ہو تو آرسنک بہتر دوا ہے۔ اگر سارا جسم خشک ہو چکا ہے کمزوری ہے اور خشکی اندر ڈوب گئی ہے تو پھر یہ علامت سیلینیئم میں بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا

تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔ شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، ہندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

خطبہ جمعہ

جماعت کی طاقت کا راز اس اطاعت میں ہے جو فرشتوں نے دکھائی تھی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۱۲ شہادت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲۴)

گزشتہ دو خطبوں سے یہ مضمون چل رہا ہے کہ اگر نفس کے اندھیروں کو نفس سے دور نہ کیا جائے تو روشنی وہاں جگہ نہیں بنا سکتی۔ اس میں ایک بظاہر تضاد بھی ہے۔ روشنی ہی تو ہے جو اندھیروں کو دھکیل کے باہر کرتی ہے مگر قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ نفس کے اندھیرے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب روشنی کے رستے بند کر دیئے جائیں۔ روشنی کی جو راہیں اللہ نے بنائی ہیں ان سے اگر داخل بھی ہو تو وہ ادراک کی قوت جو آخری صورت میں ہر آنے والے پیغام کو سمجھتی ہے اور اس کا تجزیہ کرتی ہے اس سے ایک آخری شکل نکالتی ہے وہ اس لائق نہ ہو کہ اس پیغام کو سمجھ سکے۔ پس کوئی تضاد نہیں ہے اس بات میں۔ روشنی میں طاقت تو ہے کہ وہ اندھیروں کا ازالہ کرے مگر وہ پردے جو روشنی کی راہ میں حائل کر دیئے جائیں پھر جو اندھیرے پیدا ہوتے ہیں ان کے وجود میں روشنی کا کوئی قصور نہیں۔

پس یہ جو مثال دی **"افرء یت من اتخذ الٰهه هواه"** کہ وہ شخص جو اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنا لے اس کی مثال ایسی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے دے اور باوجود علم کے گمراہ ہو یعنی روشنی ہو تو سہی مگر ایسی روشنی نہ ہو جس سے وہ فائدہ اٹھا سکے اور یہ کس صورت میں ممکن ہے فرمایا **"ختم علیٰ سمعه"** اس کے کانوں پر بھی مہر کر دے یعنی قوت شنوائی پر **"و قلبه"** اور اس کے دل پر بھی مہر لگا دے **"و جعل علیٰ بصره غشوۃً"** اور اس کی آنکھوں پر پردہ تان دے۔ یہ اگر صورت پیدا ہو تو روشنی خواہ وہ سمعی روشنی ہو یا بصری روشنی ہو وہ پردوں سے ٹکرا کر ناکام واپس لوٹ جائے گی اور اندھیروں کو روشنی میں تبدیل نہیں کر سکے گی۔ اور یہ جو صورت حال ہے یہ ایک انسان کی اندرونی بیماری سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بیماری باہر سے نہیں آتی کیونکہ خدا نے تو کہیں نہیں فرمایا کہ اپنے نفس کو اپنا معبود بنالو۔ اللہ تعالیٰ نے تو بار بار یہی فرمایا اور اسی طرف توجہ دلائی کہ میں ہی تمہارا ایک معبود ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس وہ شخص جو جان بوجھ کر سنتے ہوئے بھی نہ سنے، دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھے اور خدا کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کو معبود بنا لے اس پر اگر یہ پردے اترتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی جبر نہیں ہے ہر انسان کا اپنا اختیار ہے۔ اگر خدا کو معبود بنائے گا تو روشنی بغیر تردد کے، بغیر روک کے سارے وجود کو روشن کر دے گی اور اگر نہیں بنائے گا، اپنے نفس کو معبود بنائے گا تو وہ پردے حائل رہیں گے۔

یہ پردے کیا ہیں یہ دراصل نفس کی غلط فہمی کے پردے ہیں اور اس غلط فہمی کو سمجھے بغیر آپ ان پردوں کو اتار نہیں سکتے یا آخری تجزیہ کو اگر پیش نظر رکھیں تو جب تک اپنے نفس کو خدا کے تقاضوں پر ترجیح دیتے رہیں گے یہ پردے آپ کی آنکھوں، آپ کے کانوں، آپ کے دل پر سے اتر نہیں سکتے، ناممکن ہے۔ چنانچہ فرشتوں کی مثال اور شیطان کی مثال نے یہی بات ہم پر کھولی فرشتوں پر کوئی انا کا پردہ نہیں تھا اور شیطان پر انا کا پردہ تھا۔ شیطان نے اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھا اور اپنے نفس کو خدا بنا لیا اپنی ہوی کو خدا بنایا ہوا تھا فرشتوں اور شیطان میں یہی فرق ہے۔ فرشتوں نے خدا کو خدا بنایا تھا اس لئے جب خدا نے فرمایا کہ اس کو سجدہ کرو تو اس کے سامنے جھک گئے کیونکہ اللہ کا حکم تھا اور معبود خدا تھا۔ پس خدا کے حکم کے تابع اگر کسی کی اطاعت کی جائے تو وہ انسان کی اطاعت نہیں ہے وہ اس وجود کی اطاعت نہیں ہے بلکہ اللہ کی اطاعت ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کس کے سامنے کسی کو جھکا دے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہمیشہ اس کا اپنا نفس ہوتا ہے جس کو وہ خدا سمجھتا ہے۔

اور اس آیت کی تفسیر اور اس کی ساری روئداد آدم کی تخلیق اور فرشتوں اور شیطانوں کے اس حکم پر ردعمل میں ہمارے سامنے ہے جو قرآن کریم نے محفوظ فرمایا۔ حکم ہوا سجدہ کر دو، فرشتوں نے کہا حاضر ہیں ہم سجدہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے ہمارے مقابل پر اس کی کیا حیثیت ہے لیکن تھا ضرور خیال۔ اگر خیال بھی نہ ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ کیا تو اس کو بنائے گا زمین میں اپنا خلیفہ، اس کو بنائے گا جس سے فساد برپا ہوں گے جس سے خون خرابہ ہوگا، زمین خون سے رنگی جائے گی۔ اس لئے یہ غلط بات ہے کہ انہوں نے لاعلمی میں خدا کے حکم کے سامنے سر جھکایا ہے۔ علم تھا اور ایسی بات کا علم تھا کہ جو واقعۃً ہو کے رہنے والی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ آدم کے وجود کے نتیجے میں جب اس کو اختیار ملے گا نیک و بد میں فیصلہ کرنے کا، چاہے تو نیکی اختیار کرے، چاہے تو بدی اختیار کرے تو اپنی سرشت کے اعتبار سے یہ ایسا ہے کہ خودسری بھی کرے گا مخالفتیں بھی ہوں گی آپس میں ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑے اٹھیں گے حسد کارفرما ہوگا۔ جو بھی باتیں ہوں اس وجود نے تو ضرور دنگے فساد کرنے ہیں اور خون خوب بہائے گا فساد برپا کرے گا اور خدا کہہ رہا ہے کہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ مگر فرشتے جانتے تھے کہ ہم خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اس لئے خدا جس کے سامنے کہے ہم اسی کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ تو کوئی بے وقوفی کا فیصلہ نہیں تھا لاعلمی کے نتیجے میں، لاعلمی تھی تو عرفان کی کمی کی وجہ سے۔ جو عرفان خدا نے ان کو عطا نہیں فرمایا اس کے فقدان کی وجہ سے ان کے دل میں وسوسے پیدا ہوئے مگر ان وسوسوں کے باوجود اطاعت کی ہے اس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نفس کے اندھیرے وسوسوں سے پیدا ہوتے ہیں اور وساوس ہی ہیں جو یقین کو شک میں بدل دیتے ہیں۔ پس وہ شخص جو اپنے وسوسوں کا شکار نہ ہو اور اس آخری حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھے کہ جسے خدا نے مامور بنایا ہے اس کے سامنے میں سر جھکاؤں گا، جسے خدا نے ایک امارت بخشی ہے ایک حکم بخشا ہے میں نے تو خدا کی عبادت کرنی ہے اس بندے کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ اگر میں نے خدا سے روگردانی کی تو میں کہیں کا بھی نہیں رہوں گا اور جتنا کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اپنے سے چھوٹا دیکھے اور پھر بھی سر جھکائے اتنی ہی بڑی اس کی عظمت ہے۔ وہاں جھکنا عظمت کی دلیل ہے وہاں سر اٹھانا ذلت کا نشان ہے۔ اب دیکھو فرشتوں کو کیسا مرتبہ اور مقام حاصل ہوا انہوں نے آدم کو ایک معمولی حقیر چیز دیکھتے ہوئے بھی اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا فیصلہ کیا کیونکہ خدا کا حکم تھا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر الزام سے پاک رکھا لیکن شیطان نے کیا کہا **"انا خیر منه"**۔

تو پہلا پردہ جو انسان کو اندھیروں میں مبتلا کرتا ہے وہ انانیت کا پردہ ہے اور یہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ **"من اتخذ الٰهه هواه"** وہ جو اپنی خواہشات کو، اپنے نفس کو، اپنے طبعی میلانات کو اپنا معبود بنا بیٹھے وہ مجسم شیطان ہے اور اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہے۔ اس کی آنکھیں دیکھتے ہوئے بھی اندھی ہوں گی اس کے کان سنتے ہوئے بھی بہرے ہوں گے اس کا دل ان پیغامات کو آخری صورت میں ترتیب نہیں دے سکتا جس ترتیب کے ساتھ انسان کو خیالات سمجھ آتے ہیں اور حقائق کی پہچان ہوتی ہے، جس ترتیب کے ساتھ ایک پاک دل اپنی شنید کو اور اپنی بصر کے پیغامات کو مرتب کرتا ہے اور نتائج نکالتا ہے۔ پس واقعات تو وہی رہتے ہیں جو ہیں، اب ان کو کیسے سمجھنا ہے ان کے کیا نتائج نکالنے ہیں ان باتوں میں فرق ہے۔ اب دونوں باتیں درست تھیں جو خدا کے حکم کے بعد فرشتوں کی طرف سے بطور عذر پیش ہوئیں اور شیطان کی طرف سے بطور عذر پیش ہوئیں۔ اب یہ بھی ایک بہت دلچسپ حقیقت ہے کہ ایک کو روشنی کیوں قرار دیا دوسری کو اندھیرا کیوں قرار دیا۔ ایک روشنی کی راہ میں پردہ نہ بنی اور دوسرا عذر جو فی الواقعہ درست تھا روشنی کے سامنے پردہ بن گئی۔ ان دونوں کا اگر آپ تجزیہ کریں اور تفریق کریں تو پھر اس حکمت کی سمجھ آ جاتی ہے پھر اسے اپنے روزمرہ حالات پر آپ چسپاں کریں تو آپ کے لئے، اپنے لئے روزانہ صحیح فیصلے کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

فرشتوں نے جو کہا تھا کہ فساد کرے گا زمین میں اور خون خرابہ ہوگا یہ ضرور کہا لیکن ہوا بھی ایسا ہی۔ جب سے نبوت دنیا میں ظاہر ہوئی ہے نبوت کے انکار کے نتیجے میں فساد برپا ہوئے ہیں اور فساد برپا

کرنے کی ذمہ داری ہمیشہ نبوت کے دشمنوں کے سر پر رہی۔ تو فرشتوں نے بات ٹھیک کی مگر نتیجہ صحیح اخذ نہیں کرسکے کیوں کہ ان کو ان چیزوں کا علم نہیں تھا جو خدا تعالیٰ نے ابھی ان پر ظاہر نہیں فرمائی تھیں۔ اس لئے ان کے اندھیرے لاعلمی کے اندھیرے تھے انا کے اندھیرے نہیں تھے۔ اور لاعلمی کے اندھیرے جب علم آتا ہے تو اندھیروں کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مضمون سکھایا اور سمجھایا کہ دیکھو اصل بات یہ ہے تو انہوں نے کہا پاک ہے تو ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا، تو ہمیں یہ پہلے بتا دیتا تو ہم یہ بات ہی نہ کرتے۔ اب تو نے فرمایا ہے تو بالکل ٹھیک ہے یہی مضمون ہونا چاہیئے۔ اور شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ اب بہتر ہونے کا نتیجہ نکالنے کا اس کا کیا حق تھا جب کہ حکم وہ دے رہا تھا جو اس سے بہتر تھا۔ جانتا ہے کہ حکم دینے والا مجھ سے بہتر ہے اور اس بات کو بھلا کر اپنے نفس کی خاطر دلیل کو نیچے سے شروع کرکے نیچے ہی ختم کر دیتا ہے۔ کہتا ہے تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اس میں کونسا جھوٹ ہے آگ ہی سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا یہ بھی بالکل سچ ہے اور اس کے باوجود خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ ناراض اس لئے ہوتا ہے کہ اھلیت کو اصل مقام پر نہیں رکھا گیا بلکہ ایک ایسی ضمنی بحث میں مبتلا ہوگیا جس ضمنی بحث کا اس حکم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ خدا بہتر ہے کہ نہیں، یہ بحث تھی۔ صاحب امر کون ہے۔ اگر انسان صاحب امر ہوتا اور خدا کہتا یہ صاحب امر ہے تو پھر دلیل اس کے خلاف قائم کی جاسکتی تھی یہ جو کمزور ہے نالائق ہے یہ مجھ پر کیسے حکومت کرے گا۔ لیکن اگر خدا صاحب امر ہے تو پھر یہ بحث ہی بےکار اور بے معنی ہے اس کی مثال مذہبی تاریخ میں طالوت اور جالوت کی مثال ہے۔ جب قوم کے مطالبے پر اس وقت کے نبی نے طالوت کو نمائندہ بنایا اور ان پر بادشاہ مقرر کیا تو انہوں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ نہ اس کے پاس دولت نہ علم ہم سے زیادہ۔ اور اس کے کیا اعتراض ہیں دو، بہرحال جو اس وقت میرے ذہن سے فوری طور پر دماغ منتقل ہو تو وہ مضمون پوری وضاحت سے سامنے نہیں رہتا، اعتراض وہ اٹھایا جو اس سے ملتا جلتا تھا کہ ہم بہتر ہیں اور طالوت ہمارے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس کو وہ مرتبہ حاصل نہیں اس کو وہ عزت حاصل نہیں جو ہمیں حاصل ہے تو مرتبہ اور عزت کا جو اعتراض ہے یہ وہی ہے جو شیطان نے اٹھایا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو علم اور جسم میں ہم نے تم پر فضیلت بخشی ہے اور جس مقصد کے لئے ہم اس کو امارت بخش رہے ہیں اس مقصد کو پورا کرنے والی یہ دو چیزیں ہیں۔

جو بھی خرچ ہیں ان میں اگر نفس خدا ہے تو خرچ ایک تو بے محل ہوگا اور دوسرے ضرورت سے زیادہ ہوگا۔

پس اس پہلو سے مطالب کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں اگر سوال اٹھتے ہیں تو اگر انانیت کی وجہ سے نہیں اٹھتے تو وہ منع نہیں ہیں۔ اگر انانیت کی وجہ سے اٹھتے ہیں تو وہ گناہ بن جاتے ہیں اور اس کا فیصلہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ آزمائش کا موقع آتا ہے۔ پس اس موقع پر خدا تعالیٰ نے ساری قوم کو مردود نہیں قرار دیا جیسا کہ شیطان کو کہا کہ تو اب مردود ہوگیا ہے، تیری دلیل ہی جھوٹی اور گندی ہے۔ تو نے میرے خلاف بغاوت کی ہے اور بہانہ بنا رہا ہے کہ میں نے آدم کے خلاف بغاوت کی ہے کیونکہ میں نے اسے مقرر کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس واقعہ کا موازنہ کریں خدا نے وہاں فیصلہ نہیں دیا خدا نے کہا نہیں یہی بہتر ہے جو میں نے بنایا ہے لیکن بعد میں آزمائش ہوئی اور آزمائش اس طرح ہوئی کہ ایک دریا کو پار کرنے کے بعد مقابلہ ہونا تھا اور دشمن سے جو بہت بڑا اور طاقتور تھا۔ اس سے اس قوم کی لڑائی ایک ایسی سرزمین میں تھی جو دریا پار تھی اور وہاں سے گزرتے ہوئے ان لوگوں کو پیاس بہت لگی ہوئی تھی۔ اس پر خدا تعالیٰ کے حکم سے طالوت نے ان کو کہا کہ ایک دو گھونٹ یا ایک دو اوک یعنی چلو میں جتنا بھی پانی آتا ہے وہ پی لو تو اور بات ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ اب ان کو یہ بھی حکمت سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے کہا نہیں یہ تو ہماری عقلیں مانتی نہیں۔ اکثر ان میں سے وہ تھے جنہوں نے پی لیا اور جو تھوڑے تھے وہ بچ گئے اس بات سے۔ اب لطف کی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرنے والے وہ بھی تھے جو اس امتحان میں پورا اترے۔ انہوں نے اپنی عقل کو استعمال کیا مگر فیصلہ خدا کا مانا اور وہ بھی تھے جو پہلے بھی اپنی عقل کو برتری دے رہے تھے، فضیلت دے رہے تھے بعد میں جب موقع پیش آیا تو اس امتحان میں اسی لئے ناکام رہے کہ اپنے عقلی فیصلے پر قائم رہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ اس پانی میں ضرور کوئی زہر تھا یا کوئی تاثیر تھی ہوسکتا ہے گندہ پانی ہو جس کے نتیجے میں اسہال بھی لگ جاتے ہیں، پیچش بھی ہو جاتی ہے کئی قسم کے مخفی معاملات ہیں جن کا خدا کو علم ہے بندوں کو نہیں کئی ایسی بیماریاں لگ جائیں جس سے ہمت جواب دے جائے تو وہ جو بڑے لڑاکے بن کے نکلے تھے وہ کہتے تھے طالوت سے ہم زیادہ قابل ہیں ان سب نے یہ عذر رکھ کر لڑنے سے جواب دے دیا کہ دشمن بہت بڑا اور طاقتور ہے اور ہم تھوڑے ہیں۔ اور جو تھوڑے تھے جو خدا والے تھے وہ اور بھی تھوڑے رہ گئے اگر وہ سارے بھی لڑتے تب بھی تھوڑے تھے مگر جو لڑے وہ اور بھی تھوڑے رہ گئے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کم من فئة قليلة غلبت فئةً كثيرةً" جس کا حکم ہے وہ کرکے دکھاتا ہے وہ طاقتور ہے۔ دیکھو کئی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی سی معمولی جماعت نے ایک بڑی اور طاقتور جماعت کو شکست دیدی۔ اور یہ ہمیشہ اس وقت ہوتا ہے جب امر الٰہی کو فوقیت دو اور اپنے نفس کو اس کے نیچے کردو، اس کے بغیر نہیں۔ مذہبی قوموں میں بھی غلبے کی جان اس وقت تک رہتی ہے جب وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں اور چمٹے رہتے ہیں۔ جہاں اس سے سرکنے لگتے ہیں وہیں ان کی موت کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات میں نے ایسے بعض لوگوں پر جو پرانے خدمت کرنے والے بھی تھے اس وجہ سے سختی کی کہ انہوں نے امیر کے ایک حکم کو ٹالا اور اس کے مقابل پر ایک اڈہ بنایا اور یہ بحث شروع کی کہ ہم زیادہ صحیح کہہ رہے ہیں تم غلط کہہ رہے ہو۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگوں کے معاملے کو خطبوں میں بھی مجھے خوب کھولنا پڑا اور بتانا پڑا کہ یہ بہت ہی ناقابل برداشت حرکت ہے۔ کسی قیمت پر بھی میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ امیر مقرر ہو اور اس کی اطاعت سے تم بہانے بناکر باہر نکلنے کی کوشش کرو۔ یہ بحث بے تعلق ہے کہ اس کی بات درست ہے کہ تمہاری بات درست ہے۔ اگر تمہیں اختلاف ہے تو ہر وقت اس کے خلاف اپیل کر سکتے ہو۔ آپس میں باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، آپس میں مشوروں کی کوئی اجازت نہیں۔

اگر خلیفہ وقت کا بنایا ہوا امیر ہے تو لازم ہے کہ اس امیر کے متعلق اگر کسی حکم سے اختلاف ہو تو بالا افسروں یا خلیفہ وقت کو مطلع کرو اور جب تک اوپر سے فیصلہ نہ آجائے اس کی اطاعت کرو۔ یہ وہی پہلا سبق ہے جسے گزرے ہوئے چھ ہزار سال گزر گئے ہیں۔ اس چھ ہزار سال میں حضرت داوٗدؑ کا زمانہ بھی گزر گیا، نبیوں کے بعد نبی آئے مگر بعض انسان ایسے جاہل ہیں کہ ہمیشہ اسی مقام پر ٹھوکر کھاتے ہیں جہاں سب سے پہلے شیطان نے کھائی تھی۔ یہ وہ اندھیرا ہے جو دیکھنے بوجھنے کے باوجود اور "علیٰ علم" ہے اور علم ہی کا اندھیرا ہے۔ ہمیشہ یہ سرکش لوگ کہتے ہیں ہمیں زیادہ علم ہے امیر تو بےوقوف آدمی ہے اس کی تو تعلیم ہی کوئی نہیں۔ ہم لوگ صاحب علم لوگ ہیں ہم جانتے ہیں۔ ہم دانشور ہیں یہ پاگل جیسا آدمی آپ نے بنادیا امیر ہمارے اوپر، اس کو کیا پتہ کہ معاملات کیا ہوتے ہیں اس لئے ہمارے پیچھے لگے گا تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور وہی دلیل ہے جو شیطان نے دی تھی اور رد کردی گئی اور کبھی بھی ان کا کچھ نہ بنا۔ ایسے لوگوں کو نہ دنیا میں کبھی کامیابی ہوئی نہ آخرت میں کبھی کامیابی ہوسکتی ہے اگر اس طرز عمل کو جماعت میں برداشت کرلیا جائے تو ساری جماعت ظلمات کا شکار ہو جائے گی اندھیروں میں مبتلا ہو جائے گی۔

جماعت کی طاقت کا راز اس اطاعت میں ہے جو فرشتوں نے دکھائی تھی۔ جانتے تھے کہ یہ وہ وجود آنے والا ہے جس کے نتیجے میں خوب خون خرابہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں فسادات سے زمین بھر جائے گی۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ کیوں بھرے گی یہ معاملہ بعد میں ان پر کھلا جب شیطان نے بغاوت کی اور خدا کو یہ چیلنج دیا کہ میں تیرے بندوں کو کھینچ کر اپنی طرف لے جاؤں گا اور اس طرح ان پر حملہ آور ہوں گا کہ ان کو کچھ دکھائی نہیں دے گا کہ میں کہاں سے آرہا ہوں۔ ان کے دائیں سے بھی حملہ کروں گا بائیں سے بھی حملہ کروں گا آگے سے بھی پیچھے سے بھی اوپر سے بھی نیچے سے بھی اور تو دیکھے گا کہ سارے یہ لوگ بکھر گئے اور تجھے چھوڑ کر میرے پیچھے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری یہ بات بھی جاہلانہ ہے جیسے پہلی بات جاہلانہ تھی۔ جو میرا بندہ ہے اس پر تجھے کوئی اثر نہیں ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے یہ خیال کہ انسان پیدا ہونے کے بعد خدا کا بندہ بن جاتا ہے یہ خیال ہی غلط ہے۔ کثرت سے لوگ پیدا ہو رہے ہیں، بندے وہی ہیں جو "کم من فئة قليلة" کے ہیں جن کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے کہ "غلبت فئةً كثيرةً" وہ تھوڑے ہونے کے باوجود ضرور غالب آئیں گے، ان میں غلبے کی طاقتیں بخشی گئی ہیں اور یہ بات امر الٰہی سے پیدا ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔

ہر وہ خرچ جو طاقت سے بڑھ کر ہے وہ شیطان کی راہ کا خرچ ہے۔

پس سب سے بڑا اندھیرا نفس کا یہ اندھیرا ہے کہ جو میں سمجھ رہا ہوں یہ اگر خدا کے منشاء سے ٹکراتا بھی ہو اور نظام جماعت سے مختلف فیصلہ بھی ہو تب بھی میں ٹھیک ہوں اور نظام جماعت غلط۔ اس اندھیرے نے ہمیشہ لوگوں کو ہلاک کیا اور کچھ عرصے کے بعد یہ ٹولے جو بڑے بڑے سر اٹھانے والے تھے، جتھے بنانے والے، سازشیں کرنے والے، ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ جس طرح دودھ سے مکھی کو نکال کے باہر پھینک دیا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے ان کی برائیوں سمیت، ان کی انا سمیت، ان کے بڑے بڑے دعاوی سمیت ان کے ٹولوں سے جماعت کو صاف ستھرا کرکے نتھار لیا اور اب ان کا حال دیکھو کہاں پہنچے ہیں۔ کوئی ہے جو جماعت کے مقابل پر فتنے کے سر اٹھانے کے بعد اس سر کو اپنے وجود پر قائم رکھ سکا ہو۔ اس کی سرداریاں ہی ختم ہوگئیں۔ وہ سب سرداریاں جماعت کی برکت تھی، جماعت ہی کی وجہ سے عطا ہوئی تھیں اور ان ظالموں کو پتہ نہیں لگا کہ ہم ہیں کیا، ہماری حیثیت کیا ہے۔ یہ جماعت کی برکت ہے جو ہمیں کچھ لوگ عزت سے خطاب کرتے ہیں اور ان عزتوں کو جماعت کے بعد ہم زندہ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ کبھی رکھ سکے تو عزتوں کا معاملہ ہے تو "قل ان العزة لله جميعاً" عزت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ انانیت سے کوئی عزت نصیب نہیں ہوسکتی۔

FOLMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE.
0181-478 6464 0181-553 3611

تو نفس کو ھویٰ بنانے کی ایک وجہ اور اول اور غالب وجہ انانیت ہے یا اپنے نفس کی عزت اور اسی کی ایک شکل تکبر ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ تکبر بھی اور یہ انانیت بھی دراصل ہمیشہ احساس کمتری سے پیدا ہوتے ہیں اگرچہ نظر یہ آتے ہیں کہ یہ احساس برتری ہے۔ وہ شخص جو جانتا ہے کہ اصل مالک خدا ہے اگر اس کے دل میں یہ ایک خلش سی ہے کہ میرا پھر کیا ہے، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، وہ خدا کی اطاعت میں بھی مخلص نہیں ہے۔ وہ آزادی چاہتا ہے۔ اس وجہ سے جب بہانہ ملتا ہے تو خدا کو تو رد نہیں کرسکتا مگر اس کے بنائے ہوئے کو رد کردیتا ہے۔ اس طرح اس کے نفس میں جو کمتری کا احساس تھا کہ اچھا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ یہ بات وہی ہے جیسے جنگ احد میں ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو فیصلے فرمائے ان پر عمل ہوا اور اس کے بعد منافقین نے یہ باتیں شروع کردیں کہ گویا کہ سارے فیصلے انہی کے ہاتھ میں ہیں ہمارے پاس کیا رہا ہمارے پاس امر میں سے کچھ بھی نہیں رہا تو دیکھیں ہے وہی شیطان پرانا، امر کا مطالبہ کر رہا ہے، میرے ہاتھ میں امر ہونا چاہئے اور وہی قلت اور کثرت والی بات بھی پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔

نفس کے اندھیرے وسوسوں سے پیدا ہوتے ہیں اور وساوس ہی ہیں جو یقین کو شک میں بدل دیتے ہیں۔

پہلے ہی وہ صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھے یا وہ جمیعت جو آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھی تعداد میں تھوڑی تھی، دشمن ان سے بہت زیادہ تعداد میں بڑا اور طاقت میں بھی زیادہ تھا لیکن منافقوں کا ٹولہ یہ کہہ کر الگ ہوگیا کہ اگر ہماری بات مانی ہی نہیں جانی ہمارے مشوروں پر عمل ہی نہیں ہونا تو ہمیں کیا ضرورت ہے آپ کے ساتھ رہنے کی، ہماری آپ کی جدائی اور وہ لوگ چھوڑ کر الگ ہوگئے۔ اور دیکھیں کس شان سے دوبارہ خدا کا یہ کلام ظاہر ہوتا ہے "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة" تھوڑی تعداد نے بڑی کے چھکے چھڑا دیئے اور پھر جب خدا کے فرمان کی اطاعت میں کمزوری واقع ہوئی تو بھاگے ہوئے دوبارہ واپس آئے اور پھر غالب آنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکی عزت رکھی اور انہیں بخش دیا اور پھر تھوڑوں کو بڑوں پر غلبہ عطا کردیا۔ اس ادلنے بدلنے نے، اس زیر و بم نے ثابت کردیا کہ خدا کا کلام ہی سچا کلام ہے اور اس میں کسی اتفاق کا کوئی دخل نہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو اس طرح ایک نشے میں مبتلا کردیا گیا تھا جیسے بعض دفعہ بعض لوگ جھوٹے دعاوی کے ذریعے بھی ایک قربانی کا نشہ پیدا کردیا کرتے ہیں۔

اس سے پہلے اسلامی تاریخ میں بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ حسن بن صباح کا واقعہ ہے۔ اس نے بھی ایک مذہبی دیوانوں کی جماعت تیار کی تھی اس نے بھی یہ کوشش کی تھی کہ اس مذہبی دیوانگی کے برتے بڑی بڑی حکومتوں پہ غالب آ جائے۔ ASSASINS تیار کئے ان کو دھوکے دینے کے لئے کئی طریق اختیار کئے گئے مگر کہاں گیا وہ۔ اس کی جماعت، وہ جو اس نے حکومت قائم کی تھی تھوڑے ہی عرصے میں دیکھتے دیکھتے اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔ عبرت کے لئے وہ تاریخ کی کتابوں میں تو ملتا ہے مگر حقیقت کے طور پر اس کی بنائی ہوئی جماعت کی کوئی حیثیت، کوئی وجود کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ پس بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فرضی طور پر کسی کو ایک کہانی میں مبتلا کردیا جائے خواہ وہ سچی نہ بھی ہو۔ بعض دفعہ کہانی کی دھن ہے جو انسان کے جسم و دماغ اس کے قویٰ پہ قبضہ کر لیتی ہے فرضی باتوں کے نتیجے میں بھی انسان بڑی بڑی قربانیوں کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر فرضی باتوں میں ہر ادلتے بدلتے حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ اونچ نیچ جو زمانے کے ہیں ان کے ساتھ ساتھ ان فرضی باتوں میں غلبے کی طاقت ہر حال میں نہیں رہتی اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تاریخ سے تصادم کے نتیجے میں یہ فرضی باتیں ہمیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں اور ان کا کبھی کچھ نہیں رہتا۔ پس فرضی باتوں نے فرضی جنون تو پیدا کئے ہیں مگر وقتی، عارضی طور پر کچھ عرصے کے لئے تماشہ دکھایا اور چلے گئے لیکن ایک دائمی تبدیلی پیدا کردیں اور دائمی غلبہ پیدا کردیں یہ ناممکن ہے، کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہر اس احتمال کو دور کرکے دکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو غلبہ کسی انسانی تدبیر کے نتیجے میں ہے۔ جنگ احد کا واقعہ اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے، تھوڑے تھے اور بہت بڑی اور غالب جماعت جس میں بڑے بڑے چوٹی کے سپہ سالار تھے ان کے آناً فاناً چھکے چھڑا دیئے۔ جب پہاڑی پر نگران، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حکم سے ایک وفد یا کہنا چاہئے ایک جماعت کام کر رہی تھی غالباً تیس چالیس یا اس کے لگ بھگ ہوں گے، جتنی بھی وہ جماعت تھی انہوں نے اس درہ کی حفاظت کا کام نہایت بہادری سے سرانجام دیا اور بڑے زبردست تیر انداز تھے اور دشمن جانتا تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے اس درہ سے ہم گزر کر مسلمانوں کے عقب سے حملہ نہیں کرسکتے اور جب وہ فتح نصیب ہوگئی اور وہ امر سے نکل گئے اور نیچے اتر آئے تو پھر دشمن نے دیکھا کہ وہ خلاء پیدا ہوا ہے اور وہ اس طرف سے حملہ آور ہوئے اور ایک دفعہ اس فتح کو شکست میں تبدیل کردیا گیا۔ صاف ثابت ہوا کہ امر کے نتیجے ہی میں دراصل غلبہ تھا لیکن جب خدا نے فیصلہ کیا کہ پھر اس شکست کو فتح میں بدلا جائے تو ایک حیرت انگیز چیز ہے۔ انتہائی زخم خوردہ، انتہائی تھکاوٹ سے چور، بے سروسامان ایسے جن کے کثرت سے شہداء تھے جن کو سنبھالنا مشکل ہوا ہوا تھا کثرت سے زخمی تھے ان کو خدا نے فرمایا کہ تم عزم کرو اور ان کا پیچھا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم انہی زخمیوں کو لے کر اس غالب جماعت کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا کہ قسمت سے جان بچی ہو اتفاق سے پھر انسان اس خطرے کے مونہہ میں خود چھلانگ مارنے کے لئے لپکے اور پیروی کرے اور آوازیں دے کہ آؤ ہمیں ختم کرو ہم ابھی باقی ہیں۔ اور حیرت انگیز رعب ہے جو ان کے دلوں پر چھا گیا، وہ واپس نہیں لوٹ سکے، حملہ نہیں کرسکے۔ جانتے تھے کہ یہی وہ ہیں جن کو کل ہم نے مار مار کر ان کی ساری طاقت کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اب وہی زخمی، مارے ہوئے، کوٹے ہوئے جن میں کوئی نیا آدمی شامل نہیں، کچھ بھی کمک نہیں ہے، تعداد میں کم ہوئے ہوئے پہلے سے اور طاقت میں کم یعنی زخموں سے چور وہ پیچھا کر رہے ہیں اور بیٹھتے ہیں وہ ایک جگہ غور کرتے ہیں فیصلے ہوتے ہیں کہ کیوں نہ اب ان پر حملہ کرکے ان کو ختم کردیا جائے لیکن توفیق نہیں ملتی۔

یہ خدا بتانا چاہتا ہے کہ میرے ہی امر کا کام ہے کہ وہ تمہیں طاقت بخشے۔ میرا ہی امر ہے جو تمہاری پشت پناہی کرتا ہے۔ میرا ہی امر ہے جو تمہیں دشمن کے غلبے سے بچاتا ہے اور تمہاری اقلیت کو بڑی بڑی طاقتوں پر غالب کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا معمہ ہے جو آج تک مستشرقین حل نہیں کرسکے۔ سر ٹکراتے ہیں، ان کی وہ عبارتیں وہاں پڑھیں، شروع میں تو بڑے فخر کی عبارتیں ہیں کہ اس طرح پھر کافروں نے مار مار کے اڑا دیا مسلمانوں کو یہ حال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا یہ حال ہوا، فلاں کا یہ حال ہوا، درہ میں پناہ لینی پڑی اور جب آگے چلتے ہیں تو پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ عقل پہ لگتا ہے لرزہ طاری ہوگیا ہے۔ کئیوں نے سوال اٹھایا کہ کیا ہوگیا تھا ان کو، بڑے بڑے دانشور بنے پھرتے تھے کیوں نہیں پلٹے اور ایک دفعہ صفایا کردیا ہمیشہ کے لئے ہم اسلام سے نجات پا جاتے۔ وہ تھے کون؟ کیوں کہ خدا کا امر تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پشت پناہی کر رہا تھا اس لئے آپ کی یعنی زندہ روحانی جماعتوں کی طاقت کا راز امر الٰہی میں مضمر ہے یہاں سے آپ ٹلے تو آپ کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور پھر سارے اندھیرے آپ کو گھیر لیں گے۔ کیوں کہ جب امر الٰہی سے واسطہ ٹوٹتا ہے تو ہزار قسم کے دوسرے امر سر اٹھاتے ہیں اور ایک کی غلامی سے نکل کر آپ کو اربوں کی غلامی اختیار کرنی پڑتی ہے لامتناہی خدا اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ نفس کا الٰہ بناتے ہی ایک الٰہ نہیں رہتا بلکہ ہر چیز معبود بن جاتی ہے۔ اس کو سیاست میں دیکھیں۔ اس کو تجارت اور اقتصادیات میں دیکھیں۔ اس کو معاشرتی امور میں دیکھیں۔ ہر پہلو سے ہمیشہ آپ کو تمام اندھیروں کی جڑ اس امر الٰہی سے انحراف میں نظر آئے گی۔ اس وقت جب اپنی خواہش کو معبود بنالیں گے۔ یہ جتنی بے راہروی ہو رہی ہے، عورتوں پر ظلم ہو رہے ہیں، بچوں پر ظلم ہو رہے ہیں، معصوم انسانوں کو شہوت کا شکار بنا کر اور ذبح کردیا جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اور اتنے دردناک واقعات ہوتے ہیں کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ کوئی قوم ذلت کی اس انتہا کو پہنچ سکتی ہے جہاں کوئی جانور دنیا کا ایسی کمینگی نہیں دکھا سکتا جتنا انسان دکھاتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے امر الٰہی میں آنکھ کھولی اور امر الٰہی سے انکار کردیا۔ پھر اسفل سافلین اس کا مقدر ہوگیا اور خدا کی یہ بات ضرور پوری ہونی تھی کہ ہم نے تمہیں بڑے کاموں کے لئے بنایا تھا، مسلسل لامتناہی ترقی کے لئے پیدا کیا تھا اور یہ ایسا سفر ہے جو اندھیروں سے روشنی کی طرف سفر ہے۔ اور نہ اندھیروں کی کوئی انتہا ہے، نہ روشنی کی کوئی انتہا ہے۔ اگر تم اس سفر پہ جاری نہ رہے تو تمہارا رخ واپسی کی طرف پلٹے گا۔ ہر اس اندھیرے میں واپس جاؤ گے جس سے نکل کر تم روشنی کی طرف آئے تھے۔

پس اب جو انسانی شہوات کی دنیا ہے قرآن کریم نے اس میں جو دوسری مثال دی ہے اس میں لہو و لعب کو پیش کیا ہے اندھیروں کی ایک شکل میں۔ اب لہو و لعب میں انسان کی جنسی خواہشات، اس کے عیش و عشرت کے سامان کی تمنا، اس کا دل بہلاوے کے سامان کرنا خواہ جنسی نہ بھی ہوں یہ ساری چیزیں اس دائرے میں آتی ہیں۔ جو لوگ اپنے نفس کو خدا بناتے ہیں ان کا خدا ان کو ان ساری چیزوں میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بے شمار ایسے احتمالات ہیں جو اس کے سامنے جگہ جگہ سے اٹھتے رہتے ہیں۔ وہ ہر احتمال گویا ایک فرضی بت ہے جو اس کے سامنے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ ایک انسان کہتا ہے کہ میں اس معاملے میں اگر صحیح راہ اختیار کروں تو میرے ہاتھ میں ایک آئی ہوئی چیز ہے مگر مجھے حق نہیں ہے اس لئے کہ میرا معبود اور ہے اس نے اجازت نہیں دی میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ یہ ایک خیال ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے مقابل پر نفس کا شیطان اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ تم نے کس کو معبود بنالیا ہے میں تمہارا معبود ہوں اس لئے جو ہاتھ میں ہے اسے استعمال کرو قطع نظر اس کے کہ خدا کیا چاہتا ہے۔ تو ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا کے سامنے سر جھکانا پڑا اور یہ وہ خدا ہے جو ہمیشہ دھوکہ دیتا ہے اور اس کے امر کے نتیجے میں کبھی بھی فائدہ نصیب نہیں ہوا اور جب اس کے نتیجے میں انسان، اس پیروی کے نتیجے میں انسان دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے تو لوٹتا خدا ہی کی طرف ہے مدد کے لئے۔ اس وقت شیطان یعنی اس کے نفس کا شیطان کہتا ہے کہ میں نے تو تمہیں دھوکہ دیا تھا اس طرف چلانے

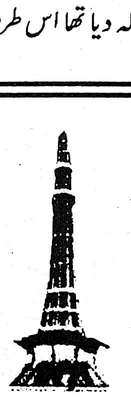
Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring **: 0181-265-6000**

کے لئے۔ اب میں ایک طرف اور تم ایک طرف اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اور اس وقت پھر خدا ہی کو پکارتا ہے تو دل کی گہرائیوں سے جانتا ہے کہ معبود اور ہے اور اس کے باوجود دیدہ دانستہ جھوٹے معبودوں کی پیروی کرتا ہے یہ ہے "علیٰ علم"۔ حقیقت میں علم ہے یہ خدا نہیں ہے۔ حقیقت میں ہر نفس کا ضمیر اسے تنبیہ کرتا ہے اسے جگاتا ہے، اسے جھنجھوڑتا ہے کہ دیکھو یہ غلط رستہ ہے۔ تو ہر جگہ غلط خدا کو معبود بنا لینا یہ تو زندگی کو عذاب بنا دینے والی بات ہے اور اسی سے بنی نوع انسان کی زندگی آج کی دنیا میں جہنم بن گئی ہے اور بنتی چلی جا رہی ہے۔

اب اس سے اگلا جو معاملہ ہے اس میں ہے "زینة و تفاخر"۔ اب زینت اور تفاخر کے لحاظ سے آپ دیکھیں کہ کس طرح ہماری روزمرہ کی زندگی میں زینت اور تفاخر نے کتنی بڑی تباہی پھیلا رکھی ہے۔ ہماری شادی بیاہ کے موقع پر، ہمارے تعلقات میں، ہم جب ایک دوسرے کو دعوتوں پر بلاتے ہیں، کسی کی ضرورت پوری کرنے کے بہانے اپنی انا کو دنیا پر ظاہر کرتے، اپنی انا کے دکھاوے کی خاطر بظاہر نیکی کے کام کرتے ہیں یہ زینت اور تفاخر ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر زینت اور تفاخر کو آپ نکال لیں تو اکثر شادی بیاہ ناکامی سے بچ سکتے ہیں۔ اور وہی اندھا پن جو آدم کے وقت سے شروع ہوا ہوا ہے آج بھی جاری ہے یعنی دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں، لیکن اندھے ہیں اور بہرے بھی ہیں اور سوچنے کی طاقتوں سے محروم ہیں۔ یہ کیوں ہے۔ یہ وہی کہانی ہے جو شروع سے آخر تک چلتی ہے کیونکہ شیطان نے قیامت تک مہلت مانگی تھی اور قیامت تک یہی کہانی ہے جو آپ کے سامنے بار بار ظاہر ہوگی۔ پہچانیں تو سہی اس کو کہ ہو کیا رہا ہے۔

نفس کو ہویٰ بنانے کی ایک وجہ اور اول اور غالب وجہ انانیت ہے یا اپنے نفس کی عزت اور اسی کی ایک شکل تکبر ہے۔

اب لوگ قرض اٹھا لیتے ہیں شادیوں کی خاطر یا اپنے دکھاوے کے لئے کوئی دعوتیں کر رہے ہیں بڑی بڑی، مہمان نوازی میں غلو کر رہے ہیں۔ جو بھی خرچ ہیں ان میں اگر نفس خدا ہے تو خرچ ایک تو بے محل ہوگا اور دوسرے ضرورت سے زیادہ ہوگا۔ اور یہ جو ضرورت سے زیادہ کا شیطان ہے اسے خدا تعالیٰ نے شیطان ہی قرار دیا ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑی تباہی ہوتی ہے، معاشرے کا سکون برباد ہوتا ہے اور انسانی رہن سہن پر ایک بہت بڑی تباہی وارد ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے "**واٰت ذاالقربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیراً**" کہ دیکھو جب خدا نے تمہیں خرچ کا حکم دیا ہے تو خدا کی خاطر خرچ کرنا ہے۔ اگر تم خرچ تو کرو مگر اپنی خاطر کرو تو پھر تم خدا کی عبادت نہیں کر رہے کسی اور کی عبادت کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں یہ فرماتا ہے کہ "**اٰت ذاالقربیٰ حقه**" جو اقرباء ہیں ان کا حق ادا کرو۔ کتنے ہی ہیں جو امیر ہو گئے اور اقرباء کا حق بھول گئے اور اپنی دولتیں اکٹھی کرنے، اپنے دکھاوے میں مگن رہے، یہ نہیں دیکھا کہ فلاں قریبی، فلاں عزیز کس حال میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ "**والمسکین**" اور جو قریب نہیں بھی ہے ویسے مسکین ہے بے چارہ گرا پڑا اس کی ضرورتوں کا خیال کر کے جو خدا نے تمہیں زائد عطا فرمایا ہے اس میں اس کو شریک کرنے کی کوشش کرو۔ یہ تب ہو سکتا ہے اگر خدا معبود ہو۔ "**وابن السبیل**" اور راستہ چلتے کا بھی خیال رکھو۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے انسانی برادری کو کتنی وسعت عطا فرمادی اور نفسانیت کے ہر پہلو کا ازالہ فرمادیا۔ اقرباء کے ساتھ تعلق بعض جگہ بہت ملتا ہے یعنی ہر جگہ ایک ہی بیماری نہیں ہے۔ بعض جگہ تو اقرباء سے تعلق تعصبات کی شکل میں ڈھل جاتا ہے، اتنا زیادہ تعصب کہ غیر کے حقوق کا خیال ہی نہیں رہتا اور ٹولے بنائے جاتے ہیں جتھے بنائے جاتے ہیں کہ جی ہم اقرباء کے حقوق کا خیال رکھ رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو اتنا متوازن کر دیا ہے کہ ایک تعلق دوسرے کی راہ میں حائل ہو ہی نہیں سکتا۔ فرمایا اقرباء کا حق ادا کرنا ہے مگر مسکین کے حق کو پیش نظر رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہ مسکین کا حق لے کے اقرباء کو دیدو اور وہ بے یار و مددگار لوگ ترستے رہ جائیں اور جو کچھ بھی ہے تمہارے اپنے ٹولے کے اندر ہی پھرتا رہے۔ اور فرمایا مسکین بھی صرف وہ نہیں جو تمہاری آنکھوں کے سامنے مسکین ہے اور اس سے تمہارے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوا ہے۔ "**وابن السبیل**" مسافر کا کیا ہے آیا اور چلا گیا اس کے ساتھ کون سے رابطے ہونے ہیں۔ مسکین تو اگر مقامی ہے وہ ہمیشہ آپ کے احسان کو یاد رکھے گا۔ بسااوقات جتنا احسان ہے اس سے بھی زیادہ مسکین شکریے کے جذبے سے مجبور ہو کر آپ کی خدمتیں کرتا ہے۔ اب ہمارے معاشرے میں یہ جو بے چارے نسبتاً غریب لوگ کمی کاری کہلاتے ہیں ان پر کون سا احسان زمیندار کرتے ہیں۔ یہی احسان کرتے ہیں نا کہ شادی کے موقع پر ہمارے آکے برتن مانجھو، ہماری چارپائیاں درست کرو، ہمارے شامیانے لگاؤ اور خدمتیں کرو اور مٹھیاں چاپیاں کرو یہ احسان ہے اور بعد میں کچھ دے دیا اور دیا تو خیرات کے طور پر کہ دیکھو ہم کتنے سخی لوگ ہیں ہم تمہیں دے رہے ہیں۔ کام لینا بھی احسان اور محنت کا بدلہ دینا بھی احسان۔ ایسے ذلیل معاشرے میں خدا کہاں سے داخل ہو جائے گا۔ یہ جو معاشرہ ہے یہ مسکین سے اپنے نفس کی عبادت کروانا ہے۔ "**الٰهه هواه**" کا مضمون یہاں بھی کار فرما ہے۔ مگر ابن السبیل بھی ہے تو اس کا بھی خیال رکھو ہر مسافر کا تم پر حق ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا "**ولا تبذر تبذیراً**" کہ جتنی طاقت ہے اس سے آگے نہیں بڑھنا کیونکہ اگر تم نے طاقت سے بڑھ کر خرچ کیا تو خدا کی خاطر یہ خرچ نہیں ہوگا یہ نفس کی خاطر ہوا کرتا ہے۔ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قانون بنایا ہے کہ جتنا میں تمہیں دیتا ہوں اس سے زیادہ میں مانگتا ہی نہیں۔ تو اگر خدا کا قانون یہ ہے کہ جتنا میں تمہیں دوں اس سے زیادہ میں مانگتا ہی نہیں تو آپ کون ہیں جو خدا کے دیئے ہوئے سے بڑھ کر اسے دینے کی کوشش کریں۔ اس لئے ہر وہ خرچ جو طاقت سے بڑھ کر ہے وہ شیطان کی راہ کا خرچ ہے اور وہ ثابت کر دیتا ہے کہ خدا کا یونہی نام تھا اصل میں نفس کی خاطر خرچ ہو رہا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "**لا تبذر تبذیراً**" دیکھو حد سے زیادہ اسراف سے کام نہ لینا کہ کھلے خرچ کرتے پھرو اس بہانے کہ خدا نے فرمایا ہے اقرباء کے لئے خرچ کرو مسکینوں کے لئے خرچ کرو مسافروں کے لئے خرچ کرو بعض لوگ سبیلیں لگوا دیتے ہیں اور کئی قسم کے ایسے کام کرتے ہیں۔ اگر یہ تمہاری توفیق سے بڑھ کر ہوا اور حد سے زیادہ ہوا اور توازن بگڑ گئے تو فرمایا "**ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربه کفوراً**" پھر تو تم شیطان کے دھوکے میں آ گئے اس کے چنگل میں پھنس گئے کیونکہ مبذر شیطان کا بھائی ہوتا ہے۔ "**اخوان الشیٰطین**" یعنی کئی قسم کے شیطانوں کا بھائی ہوتا ہے۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اسی آیت میں ایک جگہ شیطان فرمایا ہے ایک جگہ شیاطین فرمایا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ وہ شیاطین اچانک ایک شیطان کیسے بن گئے کیونکہ فرماتا ہے "**ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربه کفوراً**"۔ مبذر یعنی اسراف کرنے والے حد سے زیادہ بڑھنے والے یہ تو شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا تھا۔ تو دراصل شیطان کی تمثیل پر جو انسان پیدا ہوتے ہیں وہ ہمیشہ نفس کی خاطر خرچ کرنے والوں کو گھیر لیا کرتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ خائب و خاسر رہتے ہیں، بدانجام کو پہنچتے ہیں۔ وہ جو ان کے ماں باپ نے محنت سے کمائے تھے وہ سب چیزیں ضائع کر بیٹھتے ہیں تو ایک شیطان نہیں کئی شیاطین لگ جاتے ہیں۔ ان کے ارد گرد جو ٹولہ ہے وہی ان کی بڑی تعریفیں کر رہا ہوتا ہے۔ کہتا ہے واہ جی واہ کوئی خرچ سیکھے تو آپ سے سیکھے۔ کیا بات ہے آپ نے تو مہمان نوازی کی حد ہی کر دی اور اس طرح آپ نے خرچ کیا اور بڑی شہرت ہوئی۔ آپ نے جو اپنی بیٹی کی شادی کی ہے بہت ہی مشہور ہوئی ہے کتنا لوگ باتیں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں بلے بلے شادی ہو تو یوں ہو۔ اور اس طرح پاگل بنا بنا کے ان کی جائیدادیں بکوا دیتے ہیں، ان پہ قرضے چڑھوا دیتے اور جب سب کچھ ہاتھ سے جاتا ہے تو آپ بھی ہاتھ سے چلے جاتے ہیں۔ پھر وہ اگر ان کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو دوسرے دروازے سے باہر نکل جائیں گے۔ یہ شیاطین ہیں۔

اور شیطان کی جہاں خصلت کی بات کی گئی ہے وہاں اکیلا شیطان استعمال فرمایا۔ ایک شیطان ہوں یا دو ہوں یا دس ہزار ہوں شیطان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے رب کا ناشکرا ہوا کرتا ہے۔ اور کسی چیز کو محل پر نہ خرچ کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔ بے محل استعمال کرنا یا جتنی طاقت ہے اس سے بڑھ کر استعمال کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔ شیطان نے جتنی صلاحیتیں خدا نے اس کو دی تھیں ان کو بے محل استعمال کیا یہ اس کا ناشکرا پن تھا ورنہ صلاحیتیں بہت تھیں۔ تھا تو آگ سے پیدا ہوا ہوا لیکن یہ صلاحیتیں نہ ہوتیں تو ساری دنیا پر اپنے دھوکے کے ذریعے اتنا بڑا کنٹرول، اتنا عروج کیسے حاصل کر لیتا۔ اکثر خدا کے بندے جو اصل میں اس کے بندے نہیں تھے ان پر قبضہ کر بیٹھا ہے اور دنیا کو فساد سے بھر دیا ہے۔ اور فرشتوں بے چاروں کا صرف اتنا قصور تھا کہ فساد سے شیطان نے بھرنا تھا، فرشتے سمجھ رہے تھے آدم بھرے گا۔ انہوں نے دنیا کو فساد سے بھرنا تھا جنہوں نے آدم کی اطاعت سے انکار کرنا تھا۔ اور آدم نے تو دوبارہ اس حالت کو بدلنے کی ایک کوشش کرنی تھی۔ وہ جو منکرین ہیں جو ناشکرے ہیں انہیں واپس اقرار اور شکر کے مقام پر لا کے کھڑا کرنا تھا۔

تو یہ کہانی جو ازل سے چلی آ رہی ہے ازل تک اسی طرح جاری رہے گی۔ جب تک دنیا، زمین و آسمان قائم ہیں یہی کچھ ہم ہوتا دیکھتے آئے ہیں، یہی کچھ ہوتا رہے گا اور یہ اندھیرے علم کے اندھیرے ہیں اور روشنیوں کے اندھیرے ہیں۔ وہ شخص جو اسراف کر رہا ہے آنکھیں اس کی کھلی ہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ کتنا مجھے مزہ آ رہا ہے، کتنی میری شہرت ہو رہی ہے، کتنی میری ناموس بڑھ رہی ہے۔ کیوں اس کو مزہ آ رہا ہے؟ نفس کی عبادت ہو رہی ہے۔ وہ سمجھتا ہے یہ سارے میرے نفس کے سامنے سر جھکا رہے ہیں۔ تو وہ دراصل اپنی عبادت کا مزہ اٹھا رہا ہے۔ اور جو اپنی عبادت کرواتا ہے اور اپنی عبادت کرتا ہے اس کے مقدر میں ہلاکت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی شکلیں ہیں جو میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور یہ بہت اہم مضمون ہے اندھیروں کی نوعیت کو سمجھنا اور ان کی نشاندہی کرنا۔ اگر آپ اندھیرے دیکھنے لگ جائیں تو روشنی کیوں نظر نہیں آئے گی آپ کو۔ اندھیرے سمجھیں گے تو پھر روشنی سمجھ آئے گی۔ ان سے بچ سکتے ہیں تو پھر روشنی کی طرف رخ کریں گے۔ پتہ لگے کہ کون سے پردے پڑے ہوئے ہیں جو کانوں پر بھی ہیں، آنکھوں پہ بھی۔ دل کو بھی اپنی

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

پلیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کو تدبیر سمجھ آئے گی کہ کیسے ان سے نجات حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر زینت اور تفاخر کو آپ نکال لیں تو اکثر شادی بیاہ ناکامی سے بچ سکتے ہیں۔

یہ مضمون بظاہر باریک ہے مگر باریک نہیں بہت موٹا مضمون ہے۔ پہلی کہانی کے خدوخال ہی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ قرآن کریم اٹھالیں کہانی ہی آدم اور شیطان اور فرشتوں کی باتوں سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن عجیب کہانی ہے چند لفظوں میں بیان ہوئی اور ساری انسانی تاریخ کو ڈھانپ لیا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ساری انسانی تاریخ پر حاوی ہوگئی۔ یہ ہے وہ کہانی جس سے بہتر کبھی کوئی کہانی نہ بنائی گئی، نہ بنائی جاسکتی ہے اور حقائق پر مبنی کہانی ہے اپنے آپ کو دہرانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی بظاہر جو باریکیاں ہیں ان کو ایسے دیکھیں جیسے آنکھوں کے سامنے کھڑی دکھائی دے رہی ہیں۔

اب اندھیرے بھی کئی قسم کے ہیں۔ نفس انسان کو بعض باتیں بھلا دیتا ہے اور اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے شیطان نے بھلا دیا۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا انبیاء کو شیطان نہیں بھلایا کرتے وہاں شیطان سے مراد نفس کے اندر جو بشری کمزوریاں ہیں وہ مراد ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی بھولتے رہے۔ ثابت ہے قطعی طور پر۔ مگر کوئی شیطان نہیں تھا جو آپؐ پر غالب آ سکتا۔ آپ کے تو نفس کا شیطان بھی مسلمان ہوچکا تھا۔ اس لئے وہاں شیطان سے مراد صرف اتنی ہے کہ نفس کے اندر محقی جو خدا تعالیٰ نے بعض کمزوریاں رکھی ہیں بھول چوک مثلاً، ایک بات پوری طرح نہ دیکھ سکے، بعض دفعہ غلطی سے لوگوں کے کہنے پر غلط فیصلے بھی ہو جاتے ہیں تو یہ سارے وہ شیطان ہیں جو گناہ والے شیطان نہیں ہیں، یہ مجبوریوں کے شیطان ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب گذشتہ خطبے میں نماز جنازہ کے وقت میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری آپا زبیدہ مرحومہ جن کی میں نے نماز جنازہ پڑھائی تھی یہ مرزا اظہر احمد صاحب ہمارے بھائی کی ساس ہیں تو یہ بھی ایک قسم کی ایک غلطی تھی۔ ان کی ساس تو آپا حمیدہ ہوا کرتی تھیں۔ یہ دونوں بہنیں تھیں۔ اور مجھے پتہ ہے لیکن چونکہ خطبے میں دماغ ایک خاص مضمون میں الجھا ہوا ہوتا ہے اچانک اس سے نکل کر دوسری طرف جاکر پوری طرح اس کو دیکھ لینا یہ بسا اوقات ممکن نہیں ہوتا۔ تو خیالات کو ایک دم تبدیل کرکے دوسرے مضمون کو فوکس کرکے دیکھ لینا ایک طبعی مجبوری ہے کہ بعض دفعہ نہیں ہوتا۔ تو مجھے اچھا بھلا پتہ تھا آپا حمیدہ بہت شفقت کرنے والی تھیں اور ہمارے گھر تو ان کا بہت ہی آنا جانا تھا کیونکہ میری والدہ سے تعلق کی وجہ سے وہ بہت ہم سے پیار کرتی تھیں۔ ان کی بیٹی ہیں ہماری قیصرہ بیگم جو میاں اظہر کی بیوی ہیں۔ اور ان کے دو بھائی اور بھی ہیں شہزاد اور انیس، انیس تو کینیڈا میں ہے اور کرنل شہزاد پتہ نہیں امریکہ میں ہیں یا کہاں ہیں۔ مگر بہرحال یہ ساری اولاد ہی اللہ کے فضل سے جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والی ہے۔ آپا زبیدہ ان کی چھوٹی بہن تھیں جو بیگم سردار بشیر احمد صاحب مالیرکوٹلوی تھیں۔

اس خاندان کا تعارف میں نے پہلے اس غرض سے کروایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً ان کے بعض مراتب بتائے گئے اور فرمایا گیا کہ یہ بھی اپنے اخلاص میں اتنی غیر معمولی ترقی کرچکے ہیں کہ گویا اہل بیت میں سے ہیں اور ان کی دل جوئی کی جائے، ان کا خیال رکھا جائے۔ تو ان کے جو دادا تھے محمد خان صاحب انہی کی خاطر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نرمی کے سلوک کا حکم دیا ہے اس لئے جہاں بھی موقع مل سکے ان کا ذکر خیر چلانا یہ بھی کار ثواب ہے۔

یہ عبدالمجید خان دو ہیں۔ ایک محمد خان صاحب کے بیٹے اور ایک عبدالمجید خاں ویرووال والے۔ عبدالمجید خاں صاحب جو ویرووال والے ہیں یہ آپا طاہرہ صدیقہ کے والد اور اسی طرح نصیر خاں صاحب مرحوم کے والد اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر بھی عبدالمجید خاں تھے۔ اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر جو عبدالمجید خان تھے وہ محمد خان صاحب کے صاحبزادے تھے۔ تو وہ پہلی بیوی تھیں۔ یعنی عبدالمجید خان صاحب ویرووال والے جن کو ربوہ کے تو اکثر لوگ جانتے ہیں باہر کے بھی جانتے ہیں پروفیسر نصیر خاں صاحب کے والد ان کی شادی محمد خاں صاحب کی پوتی سے ہوئی تھی اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر کا نام بھی عبدالمجید خان تھا۔ ان کی صاحبزادی امۃ اللہ بیگم پروفیسر نصیر خان صاحب کی والدہ تھیں۔ اس لئے یہ اگر رشتہ صاف سمجھ نہ بھی آئی ہو تو میں نے چونکہ ذکر چھیڑا تھا میں ایک دفعہ کھول دوں۔

نصیر خاں صاحب بہت مشہور انسان ہیں پروفیسر کے طور پر علمی لحاظ سے بھی، شاعر کے لحاظ سے بھی، بحیثیت ایک نہایت اعلیٰ درجے کے انسان اور مجلسوں کی رونق ہونے کے لحاظ سے بھی۔ کم انسان ہیں جو ایسے مزین ہوتے ہیں جیسے پروفیسر نصیر خاں صاحب مرحوم تھے۔ تو ان کے والد بزرگوار عبدالمجید خان صاحب ویرووال والے بھی بہت بڑے مرتبے کے بزرگ تھے اور ان کی جو والدہ تھیں اس طرف سے بھی بہت بڑا مرتبہ انہوں نے پایا کیوں وہ ان کی والدہ محمد خاں صاحب کی پوتی تھیں۔ ان کی اور بھی اولاد ہے خدا کے فضل سے۔ جن کو میں جانتا ہوں وہ تو بڑے مخلص ہیں دونوں خاندانوں کے۔ جن کو میں نہیں جانتا وہ اس لئے نہیں جانتا کہ وہ غائب ہوگئے تو دعا کریں اللہ ان کو بھی غائب نہ رہنے دے۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

اقوام متحدہ کی پابندیوں کی وجہ سے عراق میں ۵ لاکھ ۶۰ ہزار بچے ہلاک

(عراق) اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق عراق میں ۵ لاکھ ۶۰ ہزار بچے گلف وار کے بعد اقوام متحدہ کی عراق پر پابندیوں کے باعث مختلف عوارض میں مبتلا ہوکر ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہارورڈ سکول آف پبلک ہیلتھ سے منسلک ڈاکٹر ھیری سمتھ فوزی نے ایک میڈیکل جرنل میں حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پانچ سال سے کم عمر کے بچوں میں شرح اموات تین گنا ہوگئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عراق میں اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں جبکہ لوگوں کی قوت خرید بہت کم ہے۔ پانی صاف کرنے کا نظام ابتر حالت میں ہے اور ہسپتالوں میں مناسب ادویہ نہ ہونے کے باعث صرف ۴۰ فیصد کام ہورہا ہے۔ حکومت ان حالات میں اشیائے خورد و نوش وغیرہ کو راشن کرنے پر مجبور ہے۔

مونگ پھلی کھانے سے پرہیز کیجئے

[برطانیہ]: برٹش میڈیکل جرنل کی ایک تازہ اشاعت کے مطابق مونگ پھلی کھانے کی وجہ سے ایک قسم کی خوفناک الرجی کے واقعات ترقی پذیر ہیں۔ اس الرجی کے مضر اثرات خاص طور پر امریکہ میں ظاہر ہوئے ہیں جہاں ایک عام شہری اوسطاً ۵ پونڈ سالانہ مونگ پھلی کھاجاتا ہے۔ اب برطانیہ میں بھی اس الرجی کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۳ء میں چھ برطانوی مونگ پھلی کی الرجی کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے گئے۔

کیمبرج کے ایک ہسپتال میں ایک سروے کرنے والے ادارے کی تحقیق کے مطابق ۶۲ ایسے مریض داخل ہوئے جو مونگ پھلی یا اسی قسم کے خشک Nuts کی الرجی کی وجہ سے ہسپتال میں آئے۔ ان کی عمریں ۱۱ ماہ سے لے کر ۵۳ سال تک تھیں ان میں سے نصف وہ تھے جن کے گلوں میں سوزش کی تکلیف تھی جو جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ سب سے زیادہ الرجی کے واقعات مونگ پھلی سے ہوئے جبکہ بعض صورتوں میں بادام، برازیل نٹ، کیشو نٹ اور اخروٹ کی وجہ سے بھی لوگ بیمار ہوئے۔ برطانوی ڈاکٹر Ewan نے کہا ہے کہ جن بچوں کو سانس کی تکلیف Asthma, Eczema، یا جلد کی دیگر بیماریاں لاحق ہیں انہیں ان خشک میوہ جات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

پاکستان میں عورتوں پر مظالم کے دلخراش واقعات

[پاکستان]: پاکستان میں گزشتہ سال ۱۲ ہزار خواتین کی عزت لوٹی گئی جن میں سے ۴۵ کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ ان میں دس فیصد کمسن بچیاں تھیں۔ تقریباً ۵۰۰۰ خواتین سے اجتماعی زیادتی کی گئی۔ ۳۰۰ سے زائد کو پٹرول یا تیزاب چھڑک کر زندہ جلا دیا گیا یا پھانسی دے دی گئی۔ ۲۵۰ کو برہنہ کر کے سربازار نچایا گیا۔ ۳۲ کی تھانوں میں آبروریزی کی گئی۔ ۵۰ خواتین پر تھانوں میں تشدد کیا گیا جن میں سے ۵ ہلاک ہو گئیں۔

رپورٹ میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صرف صوبہ پنجاب میں ۱۹۹۵ء کے دوران ۱۱۱۷ عورتوں سے جبری زیادتی کی گئی اور ایسے واقعات میں ملوث صرف ۲ فیصد ملزم گرفتار ہوئے جبکہ باقی ماندہ پولیس کی مجرمانہ غفلت کے باعث فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے یا رشوت اور سفارش کی وجہ سے گرفتار نہ ہو سکے۔

بھارت میں ہر چھ منٹ بعد ایک شخص خودکشی کرتا ہے

[بھارت]: بھارت میں خودکشی کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے اور ملک میں ہر چھ منٹ بعد ایک شخص خودکشی کرتا ہے۔ ۱۹۹۴ء کے دوران ۸۹ ہزار ایک سو پچانوے افراد نے خود اپنے ہاتھوں اپنی جان لی۔ یہ تعداد گزشتہ برس کی نسبت ۵٫۹ فیصد زیادہ تھی۔ نیشنل کرائم بیورو کی ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۳ء کے مقابلہ میں ۱۹۹۴ء میں خودکشی کے تقریباً پانچ ہزار واقعات زیادہ ہوئے۔ رپورٹ کے مطابق خودکشی کے رجحانات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ گھر کے ناپسندیدہ حالات، نشہ آور چیزوں کے استعمال، بداخلاقی، والدین کی محبت کا فقدان وغیرہ لوگوں کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ لوگ زہر کھا کر خودکشی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد ۳۴٫۸ فیصد ہے۔ جبکہ پھندا لگا کر ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۳٫۴ فیصد ہے اور خودسوزی سے مرنے والوں کی تعداد ۱۱٫۵ فیصد ہے جبکہ ڈوب کر مرنے والوں کی تعداد ۹٫۴ فیصد ہے۔

رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۹۴ء کے دوران عورتوں کے مقابلے میں ۱۸ فیصد زیادہ مردوں نے خودکشی کی جبکہ کشمیر میں یہ تناسب الٹ ہے اور وہاں مردوں سے زیادہ عورتوں نے خودکشی کی ہے۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

(دوسری قسط)

اس سے پہلے میں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ اگر آپ کے نزدیک پردہ اتنا سخت نہیں جتنا بعض لوگوں کے نزدیک ہے لیکن آپ نے وراثت میں وہ پردہ پایا ہوا ہے تو پھر ایک دم اس کو کھولنا اور ایک دم اپنے طریق کو بدلنا یہ بھی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں بسا اوقات آپ کی نئی نسلیں یہ تاثر لیتی ہیں کہ آپ پردہ چھوڑ رہی ہیں اور اب آئندہ کی نسل کے لئے اجازت ہے کہ جو چاہیں کرتی پھریں اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ ہمیشہ وہ یہی تاثر لیتی ہیں اور اس کے نتیجے میں پردے کی اعلیٰ اقدار پاؤں تلے روندی جاتی ہیں یا پیٹھ پیچھے پھینک دی جاتی ہیں۔ یہ ہے ضروری کیونکہ قرآن کریم نے اس کو مختلف پہلوؤں سے، مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے اور آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے **پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے۔**

ایک حوا وہ تھی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جنت سے نکالنے کا موجب بنی۔ اے احمدی بیٹیو! اے میری ماؤں اور میری بہنو! میں تمہیں وہ حوا دیکھنا چاہتا ہوں جو از سر نو اس جنت میں داخل کرنے کا موجب بنے اور پھر ہمیشہ کے لئے اس جنت میں ہم داخل رہیں اور اس امن کی چار دیواری میں اللہ کی رحمتوں کے پھل کھاتے رہیں اور پھر کسی شیطان کو توفیق نہ ملے کہ ہم اس جنت سے ہمیشہ کے لئے نکالے جائیں۔ یہ ہے وہ جنت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دوبارہ نازل ہوئی، شریعت اسلامیہ کی صورت میں نازل ہوئی۔ یہاں جب ہم درختوں کی بات کرتے ہیں تو شجرہ طیبہ کی بات کرتے ہیں کسی ظاہری دنیاوی درخت کی بات نہیں کر رہے۔ قرآن کریم کے وہ احکام جو آپ کو ایک پاک، دائمی، ابدی زندگی کی طرف بلاتے ہیں، ایک آسمانی زندگی کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن کریم نے شجرہ طیبہ سے دی ہے جس کی جڑیں تو زمین میں پیوست ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ اللہ کے حکم سے وہ اپنا رزق پاتے ہیں، اللہ کے حکم سے ہر موسم میں پھولتے اور پھلتے ہیں۔ نہ خزاں ان کو نقصان پہنچاتی ہے نہ بہار۔ وہ دائمی پھولنے پھلنے والے درخت ہیں جو اللہ کی رحمت کے وارث بنے رہتے ہیں۔ دائماً اللہ کی رحمت کو خدا کے عطا کردہ روحانی پھلوں کے ذریعے دنیا کے لئے بھی ایک نعمت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی قوم اس مقصد پر گامزن رہے اور ہمیشہ اس پر نظر رکھے کہ میری عمومی صورت، میرا عمومی کردار مجھے اللہ کی رحمت کے پھلوں کا وارث بنا رہا ہے یا نہیں بنا رہا اگر یہ سوال ہمیشہ اٹھتا رہے تو پھر جو بھی رستہ تجویز ہو گا وہی درست رستہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر مذہب کا مقصد اللہ کے قریب تر کرنا ہے۔

پس سب سے پہلے پردے کے تعلق میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ظاہری الفاظ کے چکر میں پڑے بغیر آپ میں سے ہر خاتون یہ فیصلہ خود کر سکتی ہے کہ میں نے جس رنگ کے پردے کو اپنایا ہے، جس رنگ کے پردے کو میں اپنی بچیوں میں رواج دے رہی ہوں اور آئندہ نسلوں کے لئے بھیج رہی ہوں کیا یہ مجھے خدا کے قریب تر کر رہا ہے یا خدا سے دور ہٹا رہا ہے۔ اگر خدا سے دور ہٹا رہا ہے تو آپ کے قدم اس جنت سے باہر کی طرف ہیں جس جنت سے ایک دفعہ پہلے کہا جاتا ہے کہ حوا نے آدم کو بھی نکالا، خود بھی نکلی اور سب ساتھیوں کو جو ان کے ساتھ تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اهبطوا منها جميعا" اب صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تم سب کے سب یہاں سے نکل جاؤ۔

جنت کا عورت سے ایک گہرا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ قرآن کریم نے عورت کو تسکین کے طور پر پیش کیا ہے کہ اگر عورت کو انسان کی قدروں سے نکال لیا جائے تو دلوں کی تسکین اٹھ جائے، زندگی بور ہو جائے، کوئی لذت، کچھ بھی باقی نہ رہے۔ نہ کمانے کے وہ شوق رہیں، نہ کھانے پہننے کے وہ شوق رہیں۔ ایک ایسی سوسائٹی جس میں مرد ہی مرد ہوں اور عورت کا کوئی تصور نہ ہو وہ سوسائٹی تو بے حد رنگ روپ سے عاری اور خوشبو سے عاری ہو جاتی ہے، اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے عورت کے اس پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے جنت کی تعمیر کے مضمون پر غور کریں۔ اگر یہ پہلو غلط استعمال ہو تو پھر وہی جنت، جہنم بن جاتی ہے۔ تسکین کی بجائے بے چینی کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ طمانیت کی بجائے ایک ایکسائٹمنٹ (Excitement) ایک طبیعت میں ہر وقت کا ہیجان پیدا ہوتا ہے اور پیاسیں بڑھتی رہتی ہیں ان کی تسکین کے کوئی سامان نہیں ہوتے اور پیاسیں ہر طرف بکھر جاتی ہیں۔ ہر طرف انسان تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر طرف سے بالآخر اس کو وہ سراب دکھائی دیتا ہے جیسے ایک پیاسا پانی کی تلاش میں سراب کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے لیکن جب پہنچتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں پاتا سوائے اس کے کہ خدا اس کی اس عبث اور بے کار کوشش کا بدلہ اسے دینے کے لئے وہاں تیار ہو۔

پس مضمون کو سمجھیں، یہ دیکھیں کہ عورت نے جنت کو دوبارہ دینا ہے دنیا کو، یہ دیکھیں کہ محمدؐ رسول اللہ کی لونڈیاں ہی ہیں جو محمدؐ رسول اللہ کی غلام عورتیں ہیں انہوں نے ہی اس جنت کی پھر تعمیر کرنی ہے اور پردے کا اس سے بہت گہرا تعلق ہے یعنی پردے کے مضمون کا، پردے کی روح کا۔ اگر آپ اس پر قائم رہیں تو آپ کے گھر تسکین سے بھر جائیں گے اور جو پاک نمونے آپ دنیا پہ چھوڑیں گی، جو اثرات دنیا پہ مترتب کریں گی وہ اثرات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی جنت کی تعمیر شروع کریں گے اور ایک نئے معاشرے کی بناء ڈالیں گے۔ یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی خاطر ہم بار بار آپ سے مخاطب ہوتے ہیں۔ یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتیں یکساں کوشش کریں خواہ وہ انگریز احمدی عورتیں ہوں یا امریکن احمدی عورتیں ہوں، کالی ہوں یا گوری ہوں، افریقہ کی ہوں یا چین اور جاپان سے تعلق رکھتی ہوں یا ہندوستان یا بنگلہ دیش سے وہ ایک ہی امت ہیں، یاد رکھیں، اس لئے پردے کی روح یکساں سب میں برابر ہونی چاہئے۔

یہ درست نہیں ہے کہ انڈونیشیا کا پردہ اور ہے اور عرب کا پردہ اور ہے اور بنگال کا پردہ اور ہے اور ہندوستان اور پاکستان کے پردے اور ہیں۔ اور اگر ہیں تو محض اس حد تک اور رہنے کی اجازت ہے جس حد تک یہ اسلامی روح کو مختلف رنگ میں پیش نہ کرتے ہوں۔ اگر پردے کی روح مختلف صورتوں میں منعکس ہو رہی ہو تو پھر یہ پردے غلط ہیں۔ اگر امتیاز ہیں تو معمولی تمدنی امتیاز، فرق ہیں تو تھوڑے تھوڑے معاشرتی فرق ہیں لیکن جہاں تک روح کا تعلق ہے وہ ایک ہی عالمی روح ہے، جو خدا تعالیٰ کی وحدت کی مظہر ہے تو پھر یہ تھوڑے تھوڑے فرق کچھ بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

پھر اسی طرح پردے کی ظاہری شکلیں ہر عورت کے حالات کے مطابق بدلتی ہیں، اس کی عمر کے مطابق بدلتی ہیں، اس کے عمومی رجحانات سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً ایک عورت بچپن ہی سے اس مزاج کی ہے کہ اس کو ادھر ادھر جھانکنے کی عادت ہی نہیں۔ وہ اپنے من میں مصروف، اپنے آپ میں ڈوبی ہوئی ایک کردار پیش کرتی ہے شروع ہی سے، بعض بچیاں میں نے دیکھی ہیں شروع سے اس کردار کی ہوتی ہیں جن کو قرآن کریم "المومنات الغافلات" قرار دیتا ہے۔ یہ غافل عورتیں ہیں ان کو کچھ بھی پرواہ نہیں گردوپیش کی۔ ان کا پردہ ڈھیلا ہو یا سخت ہو کسی کو کوئی دعوت نہیں دیتا۔ وہ اپنے من میں ڈوبی ہوئی عورتیں ہیں اور آزاد ہیں اس بات سے کہ دنیا انہیں دیکھ رہی ہے اور کیا نہیں دیکھ رہی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو ایسی عورتوں پہ الزام لگاتا ہے وہ سب سے مکروہ جرم کرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اسے سخت سزا دے گا۔ پس ایک "غافلات" کی دنیا ہے وہ ایک اور ہی دنیا ہے جو جاری و ساری مقامی تمدن اور مقامی روایات سے الگ ایک عالمی دنیا ہے جس سے وہ تعلق رکھتی ہیں۔

پھر بعض خواتین ہیں جو بچپن سے ہی عادی ہیں کہ کچھ ان کی طرف توجہ دی جائے اور چھوٹی بچیاں بھی ہوں تو ان کا سنگھار پٹار بتاتا ہے کہ ان کو چین نہیں آئے گا جب تک لوگ انہیں دیکھیں نہ۔ اور اس وجہ سے وہ شروع ہی سے اپنے حسن کو ابھار کر اور نکھار کر پیش کرنے کی عادت اختیار کر لیتی ہیں۔ جب وہ اپنے بال تراشتی ہیں تو نظر آ جاتا ہے کہ کس کی خاطر تراشے جا رہے ہیں۔ جب وہ اپنا حلیہ بناتی ہیں جو بھی بنائیں تو یہ بحث نہیں ہے کہ لپ سٹک جائز ہے یا ناجائز ہے، جائز ہے مگر بنانے والے ہاتھ، لپ سٹک بنانے والے ہاتھ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ لپ سٹک جائز ہے یا ناجائز ہے۔ بعض خواتین طبعی طور پر اپنے آپ کو اچھا دکھانا چاہتی ہیں مرد بھی یہی چاہتے ہیں مگر اچھا دکھانا کس حد تک۔ اپنی خامیوں پر پردہ ڈالنا انسانی فطرت ہے۔ اپنے رنگ پر تھوڑا سا غازہ مل لینا کوئی گناہ نہیں۔ ہونٹوں پہ طبعی خون کی سرخی نہ ہو تو کچھ لگا دینا کوئی حرج نہیں۔ مگر اگر اس سے بڑھ کر دعوت عام کے طور پر اسے استعمال کیا جائے، اس نیت سے کیا جائے تو پھر یہی حرکت گناہ کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسی پہلو سے اس پردے کے مضمون کو کھولا ہے کہ تم اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو۔ اپنی عزت کا خیال کرو۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں غیروں سے گزند پہنچے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم سوسائٹی میں عیش و عشرت کے کھلونے بن جاؤ۔ تمہاری عزت اور وقار کے قیام کی خاطر ہم تمہیں پردے کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس **عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کی پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے۔** جہاں جہاں اسے نظر انداز کریں گے وہیں وہیں بدی کے پھل لگنے شروع ہو جائیں گے اور ضرورت نہیں کہ جنت سے سب کے سب پہلے نکالے جائیں تو پھر بد درختوں میں جائیں گی۔ قرآن کریم نے جس جنت کا نقشہ کھینچا ہے وہاں بد درخت موجود ہیں اور ترجمہ کرنے والے اور تفسیر کرنے والے یہ غور نہیں کرتے کہ اگر وہ جنت کچھ اور تھی جیسی مرنے کے بعد نصیب ہوگی تو وہاں بدی کے پھل کیا کام کر رہے تھے۔ وہاں ان کا وجود کیا حیثیت رکھتا تھا۔ کس طرح خدا نے اس پاک جنت میں ناپاک، ناجائز پھلوں کو اگنے کی اجازت دی۔

پس دراصل جنت وہ معاشرہ ہے جو ایک نبی تعمیر کرتا ہے۔ اس معاشرے میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ بد درختوں کی مثال، کچھ نیک درختوں کی مثال۔ اور معاشرے کو عمومی طور پر یہ تعلیم ہے کہ نیک درختوں سے تعلق قائم کرو اور بد درختوں سے تعلق کاٹ رکھو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو بدیاں آخر تم پر غالب آ جائیں گی اور تمہاری جنت کی حیثیت بدل جائے گی یہاں تک کہ پھر آسمان سے آوازیں آئیں گی کہ اس جنت سے نکل جاؤ اب تمہارا اس جنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس اس پہلو سے پردے کو سمجھیں۔ کوئی سختی کا حکم نہیں ہے بلکہ ایک نیک مشورہ ہے، ایک نصیحت ہے۔ اگر اسے سمجھیں اور سنیں اور اس کی روح کو قائم کریں تو آپ کا بھی فائدہ ہے اور جماعت کا بھی فائدہ ہے۔ اسلام کا فائدہ ہے۔ تمام عالم میں ایک ہی روح کی علمبردار عورتیں آئندہ زمانوں کے لئے جنت پیدا کر جائیں گی اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ جنت ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رہے گی۔ مگر ابھی سے جو رخنے پیدا ہو رہے ہیں ابھی سے جو چیلنجز (Challanges) اٹھ رہے ہیں ان کے مقابلے کے لئے سارے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۷۴)

سارسپریلا اور سیلینئم کے استعمالات اور علامات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: (۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں سارسپریلا اور سیلینئم پڑھائیں اور ان کے خواص اور استعمالات بیان فرمائے۔

سارسپریلا
(SARSAPARILLA)

حضور نے فرمایا سارسپریلا میں وقت سے پہلے بڑھاپے کی علامتیں پائی جاتی ہیں، سیلینئم میں بھی پائی جاتی ہیں۔ سارسپریلا کا گردوں پر اثر ہوتا ہے۔ پتھریاں بھی پائی جاتی ہیں پیشاب میں خون بھی آتا ہے۔ اس کے بچے کا پیشاب خاص علامات رکھتا ہے۔ اس کا علاج بچپن ہی میں ہو جائے تو بعد میں بہت سی ہونے والی مشکلات سے بچا جاسکتا ہے۔ بچے کے پیشاب میں ریت کے ذرے سے آتے ہیں۔ اور جب پڑا رہے تو سفید رنگ کے ڈیپازٹ برتن کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پہلے یہ زرد رنگ کا لگتا ہے۔ دوسری یہ علامت ہے کہ پیشاب کے ساتھ درد پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات بچہ پیشاب کے دوران چیختا ہے۔ اور بعض دفعہ پیشاب کے آخر پر جب پیشاب ختم ہو رہا ہو تو درد ہوتی ہے۔ یہ علامت بعض اور دوائیوں میں بھی ہے۔ نیٹرم میور میں بھی یہ علامت ہے۔ یہ علامت اس بات کی ہے کہ پیشاب کی نالی کے آخر میں یا بیچ میں کہیں ہلکے ہلکے زخم پائے جاتے ہیں یا انفلیمیشن ہو گئی ہے۔ پیشاب جب ان کو کھول دیتا ہے تو تکلیف نہیں ہوتی جب پیشاب ختم ہو جائے تو پیشاب کی نالی کی دیواریں آپس میں مل جاتی ہیں جس سے بڑی سخت تکلیف کی چیخ نکلتی ہے۔ اور نیٹرم میور میں یہ عموماً کرانک گونوریا کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اگر سوزاک کی اثرات پرانے رہ جائیں اور یہ علامت پائی جائے تو اکثر نیٹرم میور سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ سارسپریلا میں گونوریا نہیں ہے بلکہ ریت گزر کر زخمی کرتی ہے۔

ریت کا پایا جانا دو اور دواؤں میں نمایاں ہے۔ چھوٹی عمر کے بچوں کے پیشاب میں پائی جاتی ہے۔ جب چھوٹے بچے میں بڑھاپے کے آثار پائے جائیں تو یہ سارسپریلا کا کیس ہے۔ یہ پیشاب کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لائیکوپوڈیم میں ریت سرخی مائل ہوتی ہے اور اس میں کیلکولائی بھی ہوتے ہیں۔ کیلکولائی کرسٹل کی طرح تیز کاٹنے والی چیزیں ہیں۔ اس سے ساری نالی کو خون آلود کر دیتے ہیں۔

اس کی عمومی شکل یہ ہے کہ صرف یہ پیشاب کی علامت میں سامنے نہیں آتی بلکہ بنیادی طور پر یہ گہری اور لمبے اثر والی دوا ہے۔ اس میں دو علامتیں پائی جاتی ہیں سائیکوسس کی بھی اور سفلس کی بھی۔

سائیکوسس کا لفظ گونوریا یا سوزاک سے ملتی جلتی بیماریوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ وہ سائیکوسس جو نفسیات سے تعلق رکھتا ہے وہ P سے شروع ہوتا ہے اور یہ صرف S سے۔ جو بیماری گونوریا سے ملتی جلتی ہو اس کو ہم سائیکوٹک بیماری کہتے ہیں۔ گونوریا یہ ہے کہ بعض دفعہ نسلوں پہلے ایسی بیماری ہوتی ہے جس کا تعلق گونوریا سے ہے۔ جنسی امراض سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ بظاہر ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن اندر جسم کے خلیوں میں دب کر ایسی شکل اختیار کر لیتی ہے کہ جس کو ہم پہچان نہیں سکتے۔ پھر وہ جب سازگار فضا پاتی ہے تو ابھر کر سامنے آ جاتی ہے اور وہ پھر جسم کے مختلف حصوں پر حملہ کرتی ہے۔ اس کا صرف جنس سے تعلق نہیں یہ لنگز (LUNGS) پر حملہ آور ہوگی، جلد پر ہوگی، دماغ پر، ہڈیوں پر، انتڑیوں پر۔ اس کو پہچاننے کے لئے بعض کمبی نیشن ہیں بیماریوں کے۔ سائیکوسس کا ایک گروپ ہے۔ سفلس کا بھی ایک گروپ ہے۔ بعض دفعہ یہ اوور لیپ (OVERLAP) کرتے ہیں۔ اسی لئے جو بقیہ حصہ ہے اس سے پہچانا جائے گا کہ یہ سائیکوٹک کیس ہے یا سفلک کیس ہے۔

سارسپریلا میں یہ دونوں ہیں۔ یہ بھی بعید نہیں کہ پہلے کسی زمانے میں کسی کو دونوں تکالیف ہوگئی ہوں ایسا شخص جو سائیکوٹک کیس رکھتا تھا وہ بعد میں سفلک کا مریض بن گیا اور آخر میں اس کی دونوں علامات مکس اپ ہوگئی ہیں۔ ایسے جو مکس علامات ہیں وہ بہت مشکل ڈالتے ہیں۔ اس میں بعض اوقات سل کا مادہ بھی مل جاتا ہے اور جب یہ سب اپنے اثرات چھوڑ دیں تو پھر ایک دوا کے بس کی بات نہیں رہتی۔ اس وقت سنگل ریمیڈی ٹریٹ منٹ (ایک ہی دوا والے علاج) کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس میں دو باتیں سائیکوسس اور سفلس ہیں۔ ان میں سورا بھی ہے۔ وہ جلدی امراض جو گہری ضدی مرض سے تعلق رکھتے ہیں جیسے سورائسس اس میں چنبل کی جلد تہہ بہ تہہ ہوکر موٹی ہو جاتی ہے۔ تو پرانے امراض میں جلد کے اوپر ایسے PATCHES بن جاتے ہیں۔ یہ بیماری سورا کہلاتی ہے اور اینٹی سورک ساری جلد کی بیماریوں میں بھی کام آتی ہے اور انتڑیوں میں بھی کام آتی ہے۔ انتڑیوں سے جلد کی طرف باہر دھکیل دیتی ہے۔

اس میں ٹشوز اکثر اپنی ٹون چھوڑ دیتے ہیں، پھیلنے لگ جاتے ہیں۔ ان میں دفاعی طاقتیں کم ہو جاتی ہیں۔ اور جلد میں جو لچک پائی جاتی ہے دوبارہ سکڑنے کی وہ لچک جاتی رہتی ہے۔ اس لئے وہ جلد سکڑتی نہیں پھیلتی جاتی ہے۔ حتی کہ وہ تھیلیاں سی بن کر لٹکنے لگ جاتی ہے۔ جھریاں پڑنا بھی اسی مضمون کا حصہ ہے۔

یہ صرف جلد سے تعلق نہیں بلکہ خلیوں سے تعلق رکھتی ہے اس لئے اندر تک اعضاء پر اس کا یہی اثر ہے۔ اس کے نتیجے میں اعصاب میں اور عضلات میں دفاعی طاقت کم ہو جاتی ہے اور ڈھیلے پن کا احساس پیدا ہوتا ہے سرکولیشن پر اس کا اثر ہے۔

اس کے اندر بیک وقت سردی اور گرمی کے اثرات کے تضادات پائے جاتے ہیں۔ اگر گرم چیز پلائی جائے یا ایسی دوا دی جائے جو خون کو گرم کرے عمومی طور پر، وہ اس میں مضر لگتی ہے۔ اور بیرونی سردی جلد پر جو محسوس ہوتی ہے اس کو بیرونی گرمی سے آرام آتا ہے۔ تو بیک وقت گرمی فائدہ بھی دیتی ہے نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ اندرونی طور پر گرمی موافق نہیں اور بیرونی طور پر جلد کے حصوں میں گرمی موافق آتی ہے۔

سی کیل (SECALE) سے اس کو مشابہ کہا گیا ہے۔ لیکن سیکیل کا مریض بیرونی طور پر گرمی برداشت نہیں کرسکتا۔ اور سردیوں میں بھی وہ کھڑکیاں کھولے گا، کپڑے اتارے گا، لحاف پھینک دے گا۔ یہ مریض اندرونی طور پر سردی محسوس کرتا ہے لیکن خون کا توازن نہیں بگڑا ہے۔ ULCERATIVE COLLITUS میں اس وجہ سے اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ ان بیماریوں میں سے ہے جو بہت مشکل ہیں۔ ایلوپیتھک میں تو اس کا علاج کوئی نہیں۔ اس بیماری میں انتڑیوں کے نچلے حصے میں چھوٹے چھوٹے زخم بنتے ہیں، یعنی بڑی آنت میں چھوٹے چھوٹے ناسور بن کر انفلیمیشن پھیل جاتی ہے۔ شروع میں آؤں وغیرہ آتی ہے پھر خون آنے لگ جاتا ہے۔ اور جھلی کے اندر، میوکس ممبرین کے اوپر جو حفاظتی تہہ ہے وہ کٹ کٹ کر پاخانے میں شامل ہو جاتی ہے۔ اس کے اسہال بعض دفعہ خون ملے ہوئے اور بعض دفعہ صرف خون کے آتے ہیں۔

اس کے متعلق ڈاکٹروں نے بہت تحقیق کی ہے۔ اس بیماری کے دو حصے ہیں ایک بڑی آنت پر ظاہر ہوتی ہے ایک چھوٹی آنت پر۔ بڑی آنت کا علاج یہ آپریشن سے کردیتے ہیں۔ ایک دفعہ آپریشن ہو جائے اور پورا حصہ کاٹ کر پھینک دیا جائے تو مریض کو صحیح معنوں میں آرام مل جاتا ہے۔ مگر چھوٹی آنت میں زیادہ پیچیدگیاں ہیں۔ اب جو تحقیق اس پر ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا تعلق سل سے معلوم ہوتا ہے اور سلی امراض جسم کے اندر جو اثرات دکھاتے ہیں اس سے ملتا جلتا اس کا اثر ہے۔

اس لئے یہ تجربہ کریں کہ بیسیلی نم ایسے مریض کو اونچی پوٹینسی میں دیں۔ یا ٹوبرکولینم۔ یہ دو دوائیں ۲۰۰، ۱۰۰۰، پچاس ہزار اور لاکھ تک ایک ڈیڑھ سال کے عرصے میں پھیلا کر دو دو کرکے دوہرائیں۔ تو تمام اندرونی گہری سلی علامتوں کو یہ ختم کر دیتی ہے اور دفاع کی ایسی طاقت یہ دوا بیسیلی نم پیدا کرتی ہے یا ٹوبرکولینم کوئی لے لیں، کہ ڈاکٹر اپنے تجربے سے بتاتے ہیں کہ پھر ایسے مریض کو کبھی سل نہیں ہوتی خواہ وہ سل کے مریضوں کی کیسی ہی دیکھ بھال کرے اور بیسیلی نم اگر کسی کو دینی ہے تو دل پر نظر رکھیں کیونکہ بیسیلی نم اپنا جو رد عمل دکھاکر ٹھیک کرنے کی کوشش کرتی ہے تو کمزور دل والے کے لئے برداشت کرنا بعض دفعہ مشکل ہوتا ہے۔ اگر دینی ہے تو ساتھ کریٹے گس وغیرہ یا ٹانک دیں اور دل پر نظر رکھیں کہ زیادہ خطرناک صورت حال تو پیدا نہیں ہو رہی۔ اگر دل مضبوط ہے تو پھر بےشک دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ معدے میں ہوا ہی ہوا ہے جو بھی کھاؤ ہوا بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ کھٹے ڈکار اور تیزابی مادے کا بار بار ابلنا ساتھ شامل رہتا ہے۔ متلی بھی رہتی ہے۔ بعض مریض ایسے ہیں کہ کوئی کھٹے ڈکار نہیں کوئی متلی نہیں۔ بند معدہ ہے ان کا اگر آپ علاج کریں تو بعض دفعہ کچھ دیر ٹھیک ہونے کے بعد پھر کھٹے ڈکار شروع ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کھٹاس معدے میں موجود ہے۔ مگر ابلتی نہیں۔

مثانہ اور گردے کو دائمی نزلہ ہو جاتا ہے۔ بچوں کا رات کو بستر پر پیشاب کرنا۔ یہ اور بھی بہت دواؤں میں ملتا ہے۔ آرسنک بھی اس میں مفید ہے۔ ایپوسائنم بھی مفید ہے۔ نیٹرم میور ۳۰ لڑکوں میں رات کے بستر میں پیشاب میں اور لڑکیوں میں پلسٹیلا ۳۰۔ لیکن بعض دفعہ ٹوبرکولینم کی مدد لینی پڑتی ہے۔

اس میں جو مسکولر کمزوری ہے وہ پیشاب میں بعض دفعہ اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ کاسٹیکم کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب آرام سے آ جاتا ہے۔ بیٹھے ہوئے سیٹ پر، پیشاب نہیں آتا۔ یا کم آتا ہے۔ چونکہ اس میں ریت پائی جاتی ہے اس کو بھی اور پتھریوں کو بھی حل کر لیتا ہے۔ جب پتھریاں ہوں تو اس وقت CLOUDY پیشاب آتا ہے سارسپریلا میں۔ جب یہ استعمال کرائیں گے تو کلاوڈی رنگ ختم ہو جائے گا۔ پھر شروع ہوگا تو اسے پھر دوہرائیں اس سے پہلے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ گدلا پیشاب اس کی خاص علامت ہے۔

عام طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ جو دوائیں پتھریوں کو حل کرتی ہیں ان کے استعمال سے پیشاب گدلا ہو جاتا ہے۔ سارسپریلا اس کے الٹ کام کرتا ہے اس میں گدلا پیشاب صاف ہو جاتا ہے یہ نمایاں علامت ہے۔

گاؤٹ سے اس کا تعلق ہے۔ گاؤٹ کی علامتیں سفلس سے ملتی ہیں سوائے اس کے کہ رات کو بڑھ جاتی ہیں۔ گردے کی علامتیں چھوڑ کر، گاؤٹ کی علامتوں میں یہ باقی دواؤں کی طرح ہی کام کرتی ہے۔ رومیٹزم کے اثرات جسم سے گھل کر پیشاب کے راستے نکلنے لگتے ہیں۔ پیشاب گدلا ہو جاتا ہے۔ یہ اچھی علامت ہے۔

سیلینئم
(SELENIUM)

حضور نے فرمایا سیلینئم میں میں نے کہا تھا کہ اس میں بڑھاپا پایا جاتا ہے۔ سارسپریلا کا بڑھاپا اور وجوہات سے ہے۔ لمبے عرصے تک بعض بخار بعض تکلیفیں رہی ہوں یا جنسی بےراہروی اختیار کی گئی ہو اس کے بعد جو تیزی سے ظاہر ہونے والا بڑھاپا ہے وہ سیلینئم کی علامت ہے۔ سارسپریلا کے برعکس۔

سیلینئم گرم موسم کو برداشت نہیں کرتا۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ جہاں اچانک گرمی آئی وہاں اچانک جسم سے جان نکل جاتی ہے۔ یعنی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ان میں سب سے اہم دوا سیلینئم ہے جو ان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اور ہوا کا جھونکا سیلینئم کے مریض کو پسند نہیں ہے۔ نہ ٹھنڈا نہ گرم۔ سرسرا کر جو چیز جسم کے پاس سے گزرتی ہے وہ اچھی نہیں لگتی۔ اس لئے نمدار یا خشک ہوا، ہر قسم کی، خرابی پیدا کرے تو سیلینئم یاد آنی چاہئے۔

بعض دواؤں میں ماؤف حصہ جسم کا سوکھنے لگ جاتا ہے۔ مثلاً برائیٹا کارب ہے۔ ٹائیفائیڈنیم میں بھی یہ علامت ملتی ہے۔ کلکیریا سلف میں بھی۔ سیلینئم بھی ایسی ہی دواؤں میں سے ہے۔

عام طور پر ہومیو پیتھ اس کی دو بنیادی باتوں کی وجہ سے سیلینئم کو یاد رکھتے ہیں۔ ایک یہ کے بال جسم کے ہر حصے سے گرتے ہیں۔ آنکھیں پلکیں داڑھی ہر جگہ سے بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بڑھاپے کی جلدی علامت سے اس کا تعلق ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ اعظم مذاہب میں

بروداکنٹھ صاحب کی تقریر پر تبصرہ

(مرزا محمد دین ناز - استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ)

ایک معزز ہندو سوامی شوگن چندر نے ایک تجویز مذاہب عالم کانفرنس کی پیش کی اور یہ جلسہ اعظم مذاہب، لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء منعقد ہوا جس میں درج ذیل پانچ سوال کئے گئے۔ جن کے ہر مذہب کے نمائندے نے اپنی الہامی کتاب کی روشنی میں جواب دینے تھے۔

۱۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔

۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔

۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟

۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

۵۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

ان پانچ سوالوں میں سے تیسرے سوال کے بارہ میں جناب رائے بروداکنٹھ صاحب پلیڈر سیکرٹری تھیوصوفیکل سوسائٹی پنجاب حال منسٹر ریاست فرید کوٹ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا چونکہ آپ کا مذہب ہندوازم تھا اس لئے آپ نے ہندو تھیوسوفسٹ کے طور پر اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

پیشتر اس کے کہ جناب رائے بروداکنٹھ صاحب کے اظہار رائے کا "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلقہ حصہ سے موازنہ کیا جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تھیوسوفیکل سوسائٹی کا مختصر تعارف کروایا جائے۔

یہ سوسائٹی ۱۷ نومبر ۱۸۷۵ء کو نیویارک سٹی میں قائم ہوئی۔ اس کے بانی Helena Petrovna اور Henry Steele تھے۔ Helena ایک روسی معزز خاتون تھی جو کہ غیر معمولی روحانی طاقت (Psychic endourments) کی مالک تھی اور اس کی ان قوتوں کی تربیت میں اور انہیں درجہ کمال تک پہنچانے میں اس کے استاد کا کردار تھا جو ایک Eastern Occul Test تھا۔ Helena نے تبت میں اس کی تلاش کے لئے اپنی دولت، خاندان اور مقام و مرتبہ ترک کر دیا تھا اور اس استاد کے ساتھ Shigat میں چند سال گزارے وہاں سے واپس لوٹنے کے بعد اس نے باقی ساری زندگی اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں گزاری۔

امریکہ میں اس کی ملاقات Colonel Henry سے ہوئی جو کہ Civil War میں ایک نمایاں مقام پا چکے تھے وہ اس کے شاگرد بن گئے۔ پہلے Helena نے امریکہ کے Spiritualists سے تعاون کرنے کی کوشش کی مگر اس میں ناکامی کے بعد اس نے Colonel Henry کے ساتھ مل کر تھیوصوفیکل سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ Henry کو اس کا صدر بنا دیا گیا۔ اور خود Helena کئی سالوں تک اس کی سیکرٹری رہیں۔ انتظامی کام Henry کے سپرد تھا اور وہ اپنی وفات ۱۹۰۷ء تک اس کا صدر رہا۔

اس سوسائٹی کی تنظیم کی بنیادی اکائی Lodge ہے جس میں کم از کم سات اراکین کا ہونا ضروری ہے جو کسی علاقے میں سات یا زیادہ Lodges موجود ہوں تو وہ ایک Section بنا سکتے ہیں اس سیکشن کو Nationafrociety بھی کہتے ہیں اور یہ سوسائٹی عمومی آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایک خود مختار ادارہ ہے۔ سوسائٹی کی مرکزی حکومت، صدر، نائب صدر، خزانچی، سیکرٹری ریکارڈ پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوسائٹی کے مرکزی دفاتر پہلے نیویارک میں تھے۔ ۱۸۷۹ء میں اس کے بانیوں نے امریکہ چھوڑا اور ہندوستان آ گئے اور بمبئی میں اپنے دفاتر قائم کئے۔ دسمبر ۱۸۸۲ء میں Adyar چلے گئے جو کہ مدراس کی ایک نواحی بستی ہے اور اب تک یہ مرکزی دفاتر وہیں پر ہیں۔ وہاں ۲۶۶ ایکڑ اراضی سوسائٹی کی موجود ہے جہاں بہت سی عمدہ عمارتیں اور عالمی شہرت رکھنے والی لائبریری موجود ہے جہاں اپنشدوں کا عمدہ ترین ترجمہ موجود ہے۔ اگرچہ سوسائٹی اپنے نظریات کو فروغ دینے کے لئے قائم کی گئی ہے لیکن اپنے ممبران پر بھی یہ عقائد کو مسلط نہیں کرتی ہے۔ تمام ممبران عالمی بھائی چارہ پر یقین رکھتے ہیں اور اپنی سوچ اور فکر میں آزاد ہیں۔

سوسائٹی کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے دو ممبران کی سفارش اور ان مقاصد کو قبول کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ رنگ و نسل، مذہب و عقیدہ، ذات پات اور جنس سے قطع نظر ایک عالمی بھائی چارہ کی تعلیم۔

۲۔ موازنہ مذاہب، فلاسفی اور سائنس کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۳۔ قوانین قدرت جو ابھی تک ناقابل فہم ہیں ان کی تحقیق کرنا اور انسان کے اندر پوشیدہ قوتوں کو معلوم کرنا۔ سوسائٹی کے موجودہ صدر کی یہ تحریر اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتی ہے۔

"یہ سب اپنی اس خواہش کی وجہ سے اکٹھے ہیں کہ مذہبی مخالفتیں ختم کر دی جائیں اور نیک نیت لوگوں کو اکٹھا کیا جائے خواہ وہ کسی مذہب و نظریہ سے تعلق رکھتے ہوں اور سوسائٹی کے ارکان اپنی اس مشترک خواہش کی وجہ سے بھی اکٹھے ہیں کہ مذہبی صداقتوں کا مطالعہ کیا جائے اور اس مطالعہ کے نتائج کا دوسروں سے تبادلہ کیا جائے ان کے اکٹھے ہونے کی وجہ ان کا کوئی مشترک عقیدہ نہیں بلکہ ان کی مشترک خواہش ہے کہ صداقت کو تلاش کیا جائے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سچائی کو مطالعہ، غور و فکر اور پاک زندگی کے ذریعہ پایا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عقیدہ فرد کے مطالعہ اور وجدان اور اس کے علم پر مبنی ہونا چاہئے۔ نہ کہ کسی اتھارٹی کی طرف سے اس پر مسلط کیا جانا چاہئے ...... وہ ہر مذہب کو مقدس دانائی کا ایک اظہار خیال کرتے ہیں۔ تھیوصوفی ان صداقتوں کا نام ہے جو تمام مذاہب کی بنیادوں کی تعمیر کرتی ہیں۔ کوئی ایک مذہب محض ان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ موت کو یہ ایک لامحدود زندگی میں بار بار ہونے والا واقعہ سمجھتی ہے جو پہلے سے بہتر اور روشن زندگی کا راستہ کھولتی ہے۔ تھیوصافی روح کے علم کو زندہ کرتی ہے۔ وہ جسم اور دماغ کو روح کا خادم قرار دیتی ہے۔ مذہبی پوشیدہ مفاہیم کو روشن کر کے عقل کی کسوٹی پر انہیں پورا اتارتی ہے"۔

اس مختصر تعارف کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ تھیوصوفیکل سوسائٹی کوئی باقاعدہ مذہبی تنظیم نہیں تھی کہ وہ اپنے ایک خاص زاویہ فکر سے اس سوال کا حل پیش کرتی۔ اس تحریک میں عقائد کی کوئی اہمیت نہیں اور مندرجہ بالا سوالات کی اصل "عقائد" ہیں اور کتاب شریعت یا عقیدہ کے حوالہ کے بغیر ان سوالات کا حل ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رائے بروداکنٹھ صاحب، سیکرٹری تھیوصوفیکل سوسائٹی چونکہ ہندو تھے اس لئے انہوں نے ہندوازم کے حوالہ سے حل پیش کیا۔ اگر ان کی جگہ کسی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے سیکرٹری ہوتے تو وہ اپنے مذہب کے حوالہ سے بات کرتے۔ اس لئے بنیادی طور پر اس سوال کا اسلام بمقابلہ ہندوازم موازنہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس ضمن میں خود جناب رائے بروداکنٹھ صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ تھیوصوفیکل سوسائٹی کی تعلیم کے تحت وہ ہندو ہونے کے باعث ہندو مت کی روشنی میں جواب دیں گے۔ آپ تحریر کرتے ہیں۔

"تھیوصوفیکل سوسائٹی وہ مدرسہ تعلیم حاصل کرنے کا ہے جس میں ہر ایک فرقہ کا آدمی اپنے مذہب کی خوبیاں اور اس کی اصلیت دریافت کرنے اور مذہب کی اصلیت کو اس کے ساتھ موافق کرنے کے لئے شامل ہیں۔ اس میں عیسائی، مسلمان اور ہندو ہر ایک قسم کے لوگ شامل ہیں۔ تھیاصوفی ایک یونانی لفظ ہے سنسکرت میں برہم ودیا کہتے ہیں اور فارسی میں یقیناً نہیں مگر سنا ہے علم حقیقت کہتے ہیں۔ اس علم کی رو سے کوشش کروں گا اس کے اغراض کے پورا کرنے کی اور جیسا کہ اس علم کے ذریعہ ظاہر کروں مجھے یقین ہے کہ ہر ایک مذہب کے آدمی جو یہاں موجود ہیں سمجھیں گے اگرچہ میں اسے بطور ہندو تھیوصوفسٹ کے ثابت کروں گا اور سناتن دھرم میں کیا کیا فلاسفی ہے بیان کروں گا پھر آپ لوگ سمجھ سکیں گے کہ یہ تمام مذہبوں پر حاوی ہے"۔

ایک اس بنیادی نقطہ کی وضاحت ضروری ہے کہ رائے بروداکنٹھ صاحب کا جواب ایک عام انسانی کاوش سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اگر انہیں اس زمانہ کے سکالر کی حیثیت سے مانا جائے تو بھی ان کی حیثیت دوسرے مکتب فکر کے علماء کی سی ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ نہ صرف اپنی حیثیت کھو بیٹھتے ہیں بلکہ لوح ہستی سے ان کا نقش مٹ جاتا ہے۔ اپنے مذہب کے ہی علماء سے اختلاف کا امکان بھی موجود ہے۔ اس لئے ان کے فکر اور نظریات وقتی اور عارضی ہوتے ہیں دوام نہیں پاتے۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ وہ اپنے مذہب کی صحیح ترجمانی کر رہے ہوں بلکہ اپنے مخصوص زاویہ نگاہ سے اسے پرکھ رہے ہوں۔

جبکہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان سے جو مضمون وقت کے امام مہدی اور نبی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خاص مشیت الٰہی کے تحت رقم فرمایا کی شان ہی اور ہے۔ آپ نے فرمایا "میں نے اس مضمون کی سطر سطر پر دعا کی ہے" نیز اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کے بارہ میں قبل از وقت بذریعہ الہام مطلع فرمایا "یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا" اس لئے مسیح وقت اور مہدی زماں کے رقم فرمودہ مضمون ہونے کے ناطے نہ صرف یہ کہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے معیار پر پورا اترنا ضروری تھا بلکہ اس کا دائمی اثرات کا حامل ہونا بھی لابدی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون نے نہ صرف اس وقت کے حاضرین میں روحانی بالیدگی پیدا کی بلکہ وقتاً فوقتاً اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔

جہاں تک دلائل کا تعلق ہے اس میں اسلام اور سناتن دھرم کا موازنہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سناتن دھرم والوں کے بارہ میں فرماتے ہیں:

> "وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں"۔
>
> (روحانی خزائن جلد ۱۹ صـ ۴۷۴)

رائے بروداکنٹھ صاحب کہتے ہیں "کہ جو اصل الاصول ہے وہ تمام مذاہب میں پھیلا ہوا ہے" اور اسی بنیادی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے اپنا مضمون تحریر کیا ہے اور اپنے رنگ میں آزادانہ انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ "خدا کی عام سچائی سب کا مال ہے"۔

انسان کی زندگی کے مدعا کے بارہ میں اسلامی نقطہ نظر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا۔ "وما خلقت الجن والانس الالیعبدون" کہ انسان کی زندگی کا اصل مدعا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لئے ہو جانا ہے اور یہ مدعا خدا تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا ہے۔ "ان الدین عنداللہ الاسلام" اور "فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا" کہ خدا کی معرفت کا صحیح دین اسلام ہے اور اسلام انسان کی فطرت میں رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا ہے انسان کی قوتوں میں سب سے اعلیٰ قوت خدائے اعلیٰ و برتر کی تلاش ہے یہاں تک کہ وہ چاہتا ہے کہ خدا کی محبت میں ایسا گداز اور محو ہو کہ اس کا اپنا کچھ بھی نہ رہے، سب کچھ خدا کا ہو جائے۔ پس ظاہر ہے کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے لہذا اس کی زندگی کا اصل مدعا یہی ہے کہ خدا کی طرف اس کے دل کی کھڑکی کھلے۔

جناب رائے بروداکنٹھ صاحب نے زندگی کا مقصد یوں بیان فرمایا، زندگی کا مقصد ہے خواہش کو پورا کرنا پورا کرنے کا نام سکھ ہے اور نہ کرنے کا دکھ۔ آدمی کا یہ کام ہے کہ اپنی بری خواہشوں کو اچھی خواہشوں سے علیحدہ کرے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ جداگانہ ہر خواہش کا ذکر ہو۔ اس لئے شاستر میں ایک عام اصول دے دیا ہے کہ اس قسم کی خواہش کو انسان کی بھلائی اور اس کی نیکی کے لئے سمجھا گیا ہے۔ جس میں آتما یعنی خدا اور دیو یعنی فرشتے یا شکتی خوش ہوں۔ اور خدا کی خوشی کا پتہ اس سے لگتا ہے کہ تمہاری روح تمہیں شاباش دے گی بلکہ عقل کا دروازہ کھل جائے گا۔ بدھی کا رنگ بدل جاتا ہے۔

اسلام میں انسان کی زندگی کا مدعا عبادت ہے اور معبود خدا تعالیٰ کی ذات ہے گویا خدا تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے، حسن و احسان کی ایسی کامل ہستی جس سے محبت کے لئے انسان کے دل میں تڑپ ہو۔ فطرت میں اس کو پانے کی تمنا ہو۔ کیونکہ وہ خالق ہے اور انسان مخلوق اور اس سے بڑھ کر زندگی کے مدعا کا تصور ناممکن ہے۔ ایسی ذات کا پانا جس سے بڑھ کر کوئی ذات نہیں جو ساری کائنات کا اور انسان کا خالق

ہے اور اسی نے یہ مقصود ٹھہرا دیا ہے۔

سناتن دھرم میں جناب رائے برودا کنٹھ کے بیان کے مطابق خواہشات کو معبود بنایا گیا ہے اور اس کا پورا کرنا زندگی کا مدعا قرار دیا گیا ہے یعنی ہر اچھا کام یا نیکی جس سے خدا خوش ہو گویا راستہ کو منزل سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ بیان کئی لحاظ سے محل نظر ہے۔

(۱) نیکی کے درجات ہیں۔ کوئی چھوٹی نیکی ہے کوئی بڑی۔ اس ضمن میں کیا مدعا کے بھی درجات تسلیم کرنے ہونگے جبکہ مدعائے زندگی صرف ایک ہو سکتا ہے۔ اس کو پانے میں کئی منازل ہو سکتی ہیں۔

(۲) ہر اچھا کام یا نیکی جو اپنی ذات میں کم تر ہو کیا اس کو پورا کرنا بھی زندگی کا مدعا قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۳) نیکی کا معیار یا اقدار مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے مختلف ہو سکتی ہیں۔

پھر اسلام میں خدا سے زندہ تعلق مدعائے زندگی ہے جس کے اثرات انسان پر ظاہر ہوتے ہیں اور بالآخر خدا تعالیٰ سے ہم کلامی سے انسان مشرف ہوتا ہے۔ یہ درجہ بدرجہ روحانی ترقی اور خدا تعالیٰ کے پیار کا اظہار اور خدا "اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار" کے نظارے منزل کو پانے کے ثبوت ہیں۔ اور قبولیت کے انداز سے مدعائے زندگی کے حصول کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔

جبکہ سناتن دھرم میں زندگی کے مدعا کو پانے کا واضح ثبوت اور مقبولیت کا انداز پیش نہیں کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کو کون سا عمل پسند ہے، کس طرح انسان پر ظاہر ہو گا۔ خدا کی خوشی کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا، انہوں نے اس کا حل یہ بتایا ہے "تمہارا روح تمہیں شاباش دے گا، بلکہ عقل کا دروازہ کھل جائے گا کہ تم اپنے مذہب کی کتابوں سے وہ موتی نکالو گے جو اور کوئی نہ نکال سکے گا ...... اس کی بدھی یعنی عقل ..... اس کا رنگ بدل جاتا ہے"۔ وغیرہ۔

عقل اور بدھی کی ترقی اور نیرنگی خوشی تو پیدا کرتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشی کا باعث بھی ہو بلکہ عصر حاضر میں تو عقل کی ترقی دہریہ پن کی طرف لے جا رہی ہے۔

یہ تو خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو

باقی رہا مذہب سے موتی نکالنے کا تعلق تو وہ ایک تو خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق چاہتا ہے دوسرے زندہ مذہب سے ہی موتی نکالے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ اسلام کے موتیوں سے "مضمون بالا رہا" کی مالا سجائی گئی۔ کہاں ہیں دیگر مذاہب کے جواہرات یا موتی جو اسلام کے جواہرات کے مقابل چمک دکھا سکیں۔

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی روشنی میں اپنے آپ کو خدا کی تجلیات کا مورد قرار دیا اور مدعائے زندگی کے حصول کی سچی اور حقیقی تصویر پیش کی اور چیلنج فرمایا کہ اس جولانگاہ میں اگر کوئی مرد میدان ہے تو سامنے آئے کسی کو دم مارنے کی جرات نہ ہوئی۔ اس سے بڑھ کر زندگی کے مدعا کے حصول کا یقینی ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید سے آٹھ وسائل کا ذکر فرمایا ہے جن سے یہ مدعا حاصل کیا جا سکتا ہے اور یہی وسائل اہم اور بنیادی ہیں۔ اس کے علاوہ بیان تو ہو سکتے ہیں لیکن وہ جامعیت سے عاری ہونگے مثلاً۔

☆ منزل مقصود کا تعین اور اس کی معرفت ہے یعنی معرفت الٰہی اور اس پر سچا ایمان۔ لہ دعوۃ الحق دعا کرنے کے لائق وہی سچا خدا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال پر اطلاع پانا ہے۔ وہ ایسی پیاری ذات ہے کہ دل اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور اس کے مشاہدہ سے طبعاً محبت پیدا ہوتی ہے یعنی وہ اپنی ذات، صفات اور جلال میں ایک ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ ذرہ ذرہ اس سے زندگی پاتا ہے۔

☆ تیسرا زینہ خدا تعالیٰ کے احسان پر اطلاع پانا ہے۔ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت کی صفات سے متصف ہے۔

☆ چوتھا وسیلہ دعا ہے "ادعونی استجب لکم" تا خدا تعالیٰ کی طاقت کا سہارا ملے۔

☆ پانچواں وسیلہ مجاہدہ ہے۔ اس کے راستہ میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرنا، "جاھدوا باموالکم وانفسکم" اور اسی طرح خدا تعالیٰ اپنے قرب کی راہیں ہموار کر دیتا ہے۔

☆ چھٹا وسیلہ استقامت ہے "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا" یعنی جو ایک ہی رب کو اختیار کرے باطل خداؤں سے الگ ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے پیار کے اظہار کے لئے فرشتے اتارتا ہے اور وعدے پورے کرنے کی خوش خبری سناتا ہے۔

☆ ساتواں وسیلہ راستبازوں کی صحبت ہے۔ انسان طبعاً کامل نمونے کا محتاج ہے اور کامل نمونہ ہی شوق اور ہمت کو بڑھاتا ہے۔ انبیاء کی ضرورت ایک اس لئے بھی پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کونوا مع الصادقین" ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو راستباز ہیں اور ان راہوں سے واقف ہیں۔

☆ آٹھواں وسیلہ پاک کشف، پاک الہام اور پاک خوابیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھنے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تسلی کے سامان ہوتے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً اپنے کلام اور الہام سے تسلی دیتا ہے تب وہ نئی قوت پا کر بڑے زور سے اس سفر کو طے کرتے ہیں۔

جبکہ رائے برودا کنٹھ صاحب نے تین بنیادی ستون سچ، تیاگ اور نیای کا پلیٹ فارم بنایا ہے جس سے اس مدعا کو پانے میں مدد ملتی ہے اور تعریف میں ساری منفی خصوصیات اکٹھی کر دیں مثلاً اصلیت کے برخلاف نہ کرنا ایک سچ ہے۔ دوسرا پاک رہنا، اندر سے پاک رہے اور جسم سے پاک رہے، سچائی زبان اور دل سے لائے، تیاگ گناہوں اور برے عملوں کو چھوڑ دینا خواہ خیالات سے ہوں یا آنکھ سے ہوں اور زبان بند کرنا۔ محنت سے کھانا، دغا و فریب سے کسی کو برے راستے کی طرف ہدایت نہ کرنا۔ اس کے علاوہ جناب رائے صاحب نے اپنے مذہب کی غیر ضروری تفصیل بھی لکھ دی ہے جو دراصل مطلوب نہیں۔

اب یہ تمام راستے ایک تو بالکل ابتدائی منزل تو کہلا سکتے ہیں، انتہائی منزل نہیں۔ بدی کا نہ کرنا تو کوئی نمایاں وصف نہیں، زیرو پوائنٹ ہے صرف تختی صاف ہے۔ نیکی کا کرنا مثبت قدم ہے جو رفعتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب مثبت روحانی اور اخلاقی اقدار کے انتہائی کٹھن مراحل کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جو لفظ "اسلام" میں داخل ہے کہ تمام قویٰ اور صلاحیتوں کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور خدا تعالیٰ کی رضا پر اپنی مرضی اور خواہش کو یکلخت فدا کر دینا۔

پھر فرماتے ہیں چار چیزوں کی خواہش انسان کرتا ہے۔ ودیا (مذہبی علم) دھن، خود بھوکا نہ رہے تو پوری قوم بھوکی نہ رہے۔ بل اپنی جسمانی طاقت بڑھانا اسی طرح قومی طاقت بڑھانا۔ دھرم خدا کی حقیقت کا کھلنا۔ ان خواہشات کو مدعائے زندگی قرار دینا ادنیٰ چیزوں کو معبود بنانا ہے اور راستوں کو منازل قرار دینا ہے۔

فرماتے ہیں اس کے حصول کے لئے نام سادھ چنشت ہے یعنی دھرم، ارتھ (خواہش کا پورا ہونا) دھن، پوزیشن، دھرم کے ذریعہ سے ارتھ اور ارتھ کے ذریعہ سے دھن پیدا ہوتا ہے۔

اب اس عبارت میں دھرم کی تان دھن پر جا کر ٹوٹتی ہے۔ گویا مذہب سے دنیا کی طرف سفر ہے جسے ترقی معکوس کہتے ہیں۔ زندہ مذہب کا سفر تو مادیت سے روحانیت کی طرف ہوتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں، شاستروں میں ان چار قسم کی خواہشوں کے لئے چار قسم کے سادھن (تکمیل کے مراحل) ہیں۔

(۱) ادہی کرتا۔ جہاں کرنے والا کھڑا ہو یعنی مذہب جس زمین پر کھڑا ہونے والا کچھ کر سکتا ہے۔ شاستر مذہبی کتب ہیں یعنی شاستر پر کھڑا ہونا ہو گا۔ گویا مذہب ایک بنیاد ہے۔

(۲) انو کرتا۔ مرید، پیچھے پیچھے چلنے والا۔ گرو کے پیچھے ہونا ضروری ہے خود سری درست نہیں۔

(۳) اپکرتا۔ جو کرنے والے کی مدد کرتا ہے یعنی عمل۔ بدوں عمل کچھ نہ ہو گا۔ ہر عمل کو درست کرنا ضروری ہے۔ ان تینوں باتوں کا خیال کر کے بندگی کریں۔

اور اس کی وضاحت یوں کی۔ "یہ باتیں ایسی ہیں کہ خدا کی مرضی سے ہیں اپنے عملوں سے جہاں وہ پیدا ہوا ہے وہی رستہ اس کے لئے ٹھیک ہے۔ جب اسے بدلتا ہے تو اسے دکھ ہوتا ہے اور کس کو ٹھیک سمجھے اپنے پلیٹ فارم سے ہر ایک کو رستہ نزدیک ہوتا ہے"۔

یہ بات بعید از قیاس ہے۔ انسان ارتقاء پذیر ہے اور انسان کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ مذہبی ارتقاء ہوا ہے۔ اور بالآخر وہ شریعت نازل ہوئی جو سابقہ تمام سچائیوں پر مشتمل تھی۔ تمام انبیاء کے وعدوں کے مطابق تھی اور اپنی ذات میں اتنی کامل اور اکمل تھی کہ قیامت تک کے تمام انسانوں کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے والی تھی۔ جس کے بارہ میں خود خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

کہ اب سارے مذہبوں کے سوتے خشک ہو گئے وہ محدود قوم اور محدود زمانہ کے لئے تھے۔ لیکن اسلام وہ عالمگیر مذہب ہے جس میں نوع انسانی کی ہر ضرورت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور یہی وہ زندہ مذہب ہے جو زندہ خدا سے ملاتا ہے۔ مذہب اگر بنیاد ہے تو جس قدر اعلیٰ بنیاد ہو گی اسی قدر اعلیٰ منزل استوار ہو گی۔ جس قدر اعلیٰ مرشد ہو گا مرید بھی اسی قدر بلند پایہ ہونگے۔ جتنی تعلیم اعلیٰ ہو گی اسی قدر اعمال رفعتوں کو چھوئیں گے سو الحمدللہ کہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" نے پورے حاضرین پر یہ واضح طور پر تاثر چھوڑا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ اسلام کا داعی مرشدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور فیض بخش نبی ہیں اور اسلام ہی زندہ مذہب ہے جو محبت ہی محبت ہے اور اس میں یوگھ یعنی بہشت خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ جو مدعائے زندگی ہے اور روح اس کو پانے کے لئے مستانہ وار پکار اٹھتی ہے۔

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسے دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو"۔

(کشتی نوح ص ۲۳)

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا.............

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ (روزنامہ الفضل ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی ربوہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

Teppich Reinigung
Dienstleistung
آپکا ٹیپش صاف
آپکا گھر صاف
Unser Angebot
Pro/M ~~10 DM~~
Und Yetzt, 5 DM
خشک ہونے کا وقت تقریباً ۲ گھنٹے
ہماری سروس فرینکفرٹ کے اردگرد پچیس (۲۵) کلومیٹر تک ہوگی۔
Tel/Fax no: 06045 8343
Fa A.M.M.

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت ملک مولا بخش صاحبؓ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت اقدسؑ کی زیارت ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں کی جب حضورؑ مباحثہ آتھم کے سلسلہ میں وہاں قیام فرما تھے۔ ۱۸۹۹ء میں آپؓ بیمار ہوئے اور ڈاکٹروں کے لاعلاج قرار دینے پر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوئے اور گزارش احوال کی۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے دو ہفتہ میں شفا عطا فرمادی۔ قادیان کے سفر میں حضرت ڈاکٹر عباداللہ صاحبؓ آپکے ہمراہ تھے جن سے حضورؑ کی کتب لیکر پڑھیں اور دسمبر ۱۹۰۰ء میں بیعت کی سعادت پائی۔ بعد میں کئی مواقع پر خدمت اقدسؑ میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت اقدسؑ کی وفات پر بھی قادیان گئے اور بیعت خلافت اولیٰ کا شرف حاصل کیا۔ ۳۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے نائب ناظر مال مقرر کیا۔ کچھ عرصہ نگران اراضیات سندھ اور ناظم جائیداد بھی رہے۔ اردو اور انگریزی میں آپکے مضامین جماعتی جرائد میں شائع ہوتے رہے۔ موصی تھے اور تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہد بھی۔ ۲۷ اکتوبر ۴۹ء کو سیالکوٹ میں وفات پائی۔ آپکا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۲۶ مارچ میں شائع ہوا ہے۔

\- ★ ★ ★ -

حصول رزق کے سلسلہ میں دعا اور تدبیر کے بارے میں ایک سوال پر حضرت مصلح موعودؓ کا جواب روزنامہ "الفضل" ۲۷ مارچ کی زینت ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آخری عمر میں ایک دفعہ اتنی شدید کھانسی ہوئی کہ عبدالحکیم پٹیالوی نے اخبارات میں یہ شائع کردیا کہ اسے الہام ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو سل ہوگئی ہے۔ ایک دفعہ آپؑ لیٹے ہوئے تھے کہ کھانسی کا سخت دورہ اٹھا، میں نے آپکو دوا پلائی تو کچھ ہی دیر بعد آپؑ نے دریافت فرمایا کھانسی میں کیلا کھانا کیسا ہوتا ہے؟ حضورؓ فرماتے ہیں والدہ صاحبہ اور میں نے کہا کہ شدید مضر ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپؑ نے پھلوں کی ٹوکری سے کیلا اٹھایا اور کھانا شروع کیا، پھر فرمانے لگے کہ مجھے ابھی خدا نے الہام کیا ہے کہ تمہاری کھانسی جاتی رہی اس لئے میں نے کیلا کھالیا۔ حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں کہ اسکے یہ معنے نہیں کہ جس شخص کو کھانسی کی شکایت ہو وہ بےشک کیلا کھالیا کرے۔ اسی طرح جس کو خدا کہہ دے کہ تمہیں حصول رزق کے لئے کسی تدبیر کی ضرورت نہیں اسکے رزق کا خدا خود ذمہ دار ہوجاتا ہے لیکن باقیوں کے لئے یہی قانون ہے کہ وہ کوشش کریں۔ ہاں صاحب ایمان کے لئے جہاں دنیاوی راستے بند ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے ان بند راستوں کو بھی کھول دیتا ہے۔

\- ★ ★ ★ -

محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب اپریل ۱۹۰۹ء میں فیروزپور میں محترم خانصاحب فرزند علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۲ء میں زندگی وقف کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ ۱۳ء میں مولوی فاضل اور ۲۲ء میں میٹرک کے امتحانات پاس کرکے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوگئے جہاں سے B.A. Hon. کیا۔ جون ۳۶ء میں آپکا تقرر مدرسۃ البنات میں بطور ٹیچر ہوا۔ ستمبر ۳۷ء میں جامعہ احمدیہ میں استاد مقرر ہوئے۔ اسی دوران آپ نے .B.T کے علاوہ علی گڑھ یونیورسٹی سے .M.A بھی کرلیا۔ مئی ۴۱ء میں تعلیم الاسلام سکول میں استاد مقرر ہوئے اور پھر کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دینے کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں پروفیسر لگائے گئے۔ اس دوران نائب ناظر بیت المال اور ۱۴ سال تک قائد عمومی کے طور پر خدمت کی۔ ۷۲ء سے ۷۵ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے اور ۷۵ء سے بطور ناظر بیت المال خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی رکن اور پہلے جنرل سیکرٹری تھے۔ مجلس کی دستور ساز کمیٹی میں بھی حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور آپ تھے۔ دستور کی رو سے جنرل سیکرٹری کا عہدہ معتمد کہلانے لگا۔ آپ کئی سال معتمد اور مہتمم اطفال کے طور پر کام کرتے رہے۔ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مارچ ۹۶ء کیلئے یہ انٹرویو محترم ظفر اقبال صاحب ساہی نے لیا ہے۔

\- ★ ★ ★ -

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے محترم حکیم عبیداللہ صاحب نے شدید مالی تنگی سے نجات کے لئے درخواست دعا کی تو آپؓ نے فرمایا "دعا کا بہترین طریق یہ ہے کہ آپ میرے لئے دعا کریں میں آپکے لئے دعا کروں گا"۔ یہ کہہ کر آپؓ انہیں ہوٹل میں لے گئے اور فرمایا یہاں سے آپ سالن یا روٹی میں سے ایک چیز خرید لیں۔ حکیم صاحب نے دو روٹیاں خریدیں اور حضرت مولوی صاحبؓ نے سالن خریدا اور ریتی چھلہ کے قریب بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے کو یہ کھانا دیدیا۔ پھر فرمایا "دعا سے قبل صدقہ و خیرات کرنا دعا کی قبولیت کے امکانات کو زیادہ قوی کردیتا ہے...."

حضرت مولوی صاحبؓ کے قبولیت دعا کے چند واقعات "مصباح" مارچ ۹۶ء کی زینت ہیں۔

\- ★ ★ ★ -

حدیث مبارک ہے کہ قیامت کے دن سات قسم کے آدمی عرش کے سایہ تلے ہونگے جن میں سے ایک وہ ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اسکے آنسو نکل آئے۔ اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے جو نظم کہی تھی وہ ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۹۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ہزار علم و عمل سے ہے بالیقیں بہتر
وہ ایک اشک محبت جو آنکھ سے ٹپکا
نہ انفعال، نہ حسرت، نہ خوف و غم باعث
وہ ایک اور ہی منبع ہے جس سے یہ نکلا
پناہ تیزئے خورشید روز محشر ہے
ملے گا اشک کی برکت سے عرش کا سایہ
جو "عین جاریہ" درکار ہے اے زاہد خشک
تو عین جاریہ اپنی بھی کچھ بہا کے دکھا

\- ★ ★ ★ -

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا مارچ ۹۶ء کی ایک خبر کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے زیر اہتمام یکم فروری ۹۶ء سے احمدیہ ریڈیو کی نشریات ہر اتوار اور جمعرات کو ایک ایک گھنٹہ کے لئے 1320 AM پر پیش کی جاتی ہیں۔

★★ اسی شمارہ میں شائع شدہ ایک مضمون میں حضرت اقدسؑ کو خراج تحسین پیش کرنے والے بعض غیراز جماعت مشاہیر کی تحریرات محترم ہدایت اللہ ہادی صاحب نے پیش کی ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنے ماہنامہ "ترجمۃ القرآن" پٹھانکوٹ، اگست ۳۴ء (صفحہ ۵۷، ۵۸) میں لکھتے ہیں "میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن ... میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی؟ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بےحد و بےحساب نظر آتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے، نائبین رسولؐ کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کرسکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤگے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہوگے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔"

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

کیڑوں مکوڑوں اور مکھیوں کی مدد سے نئی نئی دواؤں کی ایجاد

ننھے منے کیڑے مکوڑے اور مکھیاں جن میں سے اکثر زہریلی ہیں جان بچانے والی ادویہ کی تیاری میں ذریعہ بن رہی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ انسان پوچھتا تھا کہ ان کی پیدائش میں خدا کی کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ اب جوں جوں سائنس دان تحقیق کے میدان میں آگے بڑھتے ہیں اور نئی نئی دریافتیں ہورہی ہیں اس سوال کا جواب سامنے آرہا ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

صحرائی مکھی (Sand Fly) جس جگہ کاٹتی ہے وہ جگہ سرخ ہو جاتی تھی اس جگہ کی رگیں پھول جاتیں اور خون کی گردش تیز ہو جاتی۔ ایک سائنس دان KEANEY کو اس میں دلچسپی ہوئی اور اس نے اس کی وجہ دریافت کرنے کے لئے کاٹی ہوئی جگہ سے خون معائنہ کے لئے حاصل کیا۔ پتہ لگا کہ مکھی جب کاٹتی ہے تو اپنے منہ سے ایسا لعاب شکار کے جسم میں داخل کرتی ہے جس میں ایک خاص قسم کا پروٹین ہوتا ہے جو خون کی شریانوں کو کھول دیتا ہے تا اس میں خون کا دوران تیز ہو جائے اور جب تک وہ اپنی ضرورت کے مطابق خون نہ چوس لے وہ رگیں سکڑنے نہ پائیں۔ اس پروٹین سے ایک ایسی دوا ایجاد کی گئی ہے جس کا نام Maxa Dilan ہے اور وہ دل کے مریض کی شریانوں کو کھولنے کے لئے مروجہ دوا Nitroglycerine سے دس گنا زیادہ مؤثر ہے۔ یہ دوا شریانوں کی کھچاوٹ (Arterial Spasm) اور ہائی بلڈ پریشر کو دور کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی اور خدا ہی جانے کہ اس ننھی مکھی کی بدولت کتنے انسانوں کی جان بچے گی۔

مروجہ جراثیم کش ادویہ (Antibiotics) آہستہ آہستہ غیر مؤثر ہو رہی ہیں۔ جراثیم بھی ان دواؤں کے مقابلہ کے لئے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ لہذا ضروری ہو گیا ہے کہ اس قبیل کی نئی نئی اقسام تیار کی جائیں۔ بہت سے کیڑے مکوڑے مردار، خون اور گند پر پلتے ہیں جو نہایت خطرناک جراثیم لئے ہوتے ہیں لیکن ان کیڑوں مکوڑوں اور مکھیوں کے اندر ایسا جراثیم کش مادہ پایا جاتا ہے جو ان قسما قسم کے جراثیم کو بھی مار ڈالتا ہے۔ پروفیسر انڈریو بٹی (Andrew Beattie) نے کہا کہ ان کا دفاعی نظام اتنا مضبوط ہے کہ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہوگا۔ They are better Defended than we ever Dreamed۔ چنانچہ اب ان کے اجسام سے بڑی محنت سے ایسے کمپونڈ حاصل کئے جا رہے ہیں۔ تحقیق کا ایک نیا میدان کھل گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں ایسی جراثیم کش ادویہ (Antibiotics) دستیاب ہو جائیں گی جو نت نئے وجود میں آنے والے جراثیم کو ختم کرنے میں کامیاب ثابت ہونگی۔ حشرات الارض کے زہروں پر جو تحقیقات ہو رہی ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔

ان سب باتوں پر نظر ڈال کر مومن پکار اٹھتا ہے کہ "ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک" اے خدا تو نے کائنات میں کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی تو ایسے نقائص سے پاک ہے کہ کوئی بے کار کام کرے۔

سویڈن کی بسیں بھی درخت رز سے شغل فرمانے لگیں

آسٹریلیا اپنے انگوروں سے جو شراب (Wine) بناتا ہے اس کا آبادی کے تناسب سے سب سے بڑا خریدار سویڈن ہے۔ لوگ حیران تھے کہ سویڈن اتنی زیادہ شراب کو کیا کرتا ہے۔ اب نیویارک ٹائمز کی ایک خبر نے اس راز سے پردہ سرکایا ہے۔ خبر کے مطابق سٹاک ہوم کی سٹی کونسل نے شہر کی بسوں میں سرخ وائن سے تیار شدہ ایتھنول (Ethanol) استعمال کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ جو پٹرول اور ڈیزل کی جگہ استعمال ہوگی اور ماحول کو آلودگی سے محفوظ رکھے گی۔ سویڈن میں ایتھنول درختوں کی شاخوں اور دوسرے استعمال سے بچے کھچے لکڑی کے ٹکڑوں سے بنا کرتی تھی لیکن اب انہیں معلوم ہوا ہے کہ سرخ وائن سے بنی ہوئی ایتھنول سستی پڑتی ہے چنانچہ انہوں نے حال ہی میں یورپین یونین سے پانچ ہزار ٹن شراب اس غرض کے لئے خریدی ہے۔

یہ خبر خوش آئندہ ہے کیا ہی اچھا ہو اگر ساری دنیا کی شراب ایتھنول میں تبدیل کر کے گاڑیوں میں استعمال کر لی جائے۔ اس سے جہاں دنیا کی فضائی آلودگی میں کمی واقع ہوگی وہاں اخلاقی و روحانی آلودگی کو بھی افاقہ ہوگا۔ بس اتنا خطرہ ہے کہ شراب کے نشہ میں کہیں بسیں ناچنا نہ شروع کر دیں۔ لیکن ایک خیال کے مطابق اس کا امکان کم ہے کیونکہ بقول کسے "جو نشہ شراب میں ہوتا تو ناچتی بوتل"۔

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

03/06/1996 - 12/06/1996

Monday 3rd June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Tarteel -ul -Quran Lesson No. 32 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 30.5.96 (R)
02.00	The Situation of Ahmadi Muslims in Pakistan by Mr Aftab Ahmed Khan -J/S UK 1994
2.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 144 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No. 17(R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 32 (R)
07.00	Around The Globe : Doc - "Hijrat" Part 2
08.00	Siraiky Programme - F/S 28.7.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab 30.5.96 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 144 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner-Tarteel-ul-Quran Lesson No. 32 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No. 37
15.00	M.T.A. Sports - Football Match Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi Part 1
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 35 (New)
17.00	Turkish Programme- Promised Messiah's Love for Holy Prophet (saw) -Part 2
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 3(N)
19.00	German Programme - Q/A Session Part1 27.5.94 - Nasir Bagh
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 145 (New)
21.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq by Laiq Ahmad Tahir Sb
21.30	Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV. Lesson No. 37
23.00	Learning French Lesson No. 15.
23.30	The Concept of Salvation in Islam and Christianity -by Mr I. Noonan - J/S 1994 UK

Tuesday 4th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sahib on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson 3(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 35 (R)
02.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq By Laiq Tahir Sahib (R)
02.30	Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 145 (R)
04.00	Learning French - Lesson No. 15
04.30	Various Programme -
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No 37
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 3(R)
07.00	M.T.A. Sports - Football Match Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi
08.00	Pushto Programme - F/ S Rec. 22.04.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 35 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Lang. with Huzur Lesson 145 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 3(R)
13.00	From The Archives -F/S on Tarbiyyat 20.1.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 4.6.96(N)
15.00	Medical Matters -Malaria-by Dr Latif A. Qureshi
15.30	Conversation with Mohd Ishaq Pensica
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 36 (New)
17.00	Norwegian Programme -Islami Usul Ki Philosophy No.6
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 33 (New)
19.00	German Programme - Q/A Session Part 2 27.5.94 - Nasir Bagh
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 146 (New)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No. 25
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 4.6.96 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No.14
23.30	Chinese Programme - Book Reading With Love To Chinese Brothers

Wednesday 5th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 33 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 36 (R)
02.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No.25 (R)
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 146 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No. 14 (R)
04.30	Chinese Programme - Book Reading with Love To Chinese Brothers(R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 4.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 33 (R)
07.00	Medical Matters - Malaria - by Dr Latif Ahmad Qureshi
07.30	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 36 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 146 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 33 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV.Lesson 5.6.96 (N)
15.00	M.T.A. Variety Dilbar MeraYehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 37 (New)
17.00	French Programme : Un Message De La Communaute Ahmadiyya Part 1
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 4(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 147 (New)
21.00	M.T.A. Life Style - Al Maida Lesson No 3
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 5.6.96 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No. 1 (R)
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/ Nazm

Thursday 6th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 4(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 37 (R)
02.00	MTA Life Style - 'Al Maida' Lesson 3(R)
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 147 (R)
04.00	Learning Arabic Lesson No. 1
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Kahlifatul Masih 5.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 4(R)
07.00	MTA Variety - Dilbar Mera Yehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib (R)
08.00	Sindhi Programme - F /S- 03.06.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 37 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 147 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 4(R)
13.00	Chinese Programme: Book Reading with Love to Chinese Brothers
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 6.6.96 (N)
15.00	Quiz Programme - on 'Seerat Khalifatul Masih III' - Booraywala vs Shahtaj
15.30	An Introduction Of First 14 Members Of Lajna -
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 38 (New)
17.00	Bosnian Programme - Question & Answer Session - in Munich - Part 1 31.5.94
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 34
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 148
21.00	M.T.A. Entertainment - Bait Bazi - Kot Abdul Malik vs Ahmad Nagar
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 6.6.96 (N)
23.00	Learning Norwegian Lesson No 18
23.30	Various Programmes

Friday 7th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 34
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 38 (R)
02.00	M.T.A. Entertainment - Bait Bazi - Kot Abdul Malik vs Ahmad Nagar
03.00	Learning Languages with Huzur Lesson No. 148 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No. 18 (R)
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 6.6.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 34
07.00	Quiz Programme - No 1- on Seerat Hadhrat Khalifatul Masih III - Booraywala vs Shahtaj
07.30	An Introduction of First 14 Members of Lajna
08.00	Pushto Programme - Friday Sermon 29.04.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 38 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 148
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 34
13.00	Nazm & Darood Shareef
13.30	Friday Sermon -By Hadhrat Khalifatul Masih IV 7.6.96
15.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends. 7.6.96
16.00	Liqaa Ma'al Arab 4.6.96 (New)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sahib on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 5(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 149
21.00	Medical Matters - First Aid by Dr. Mujeeb-Ul-Haq Sahib
21.30	Various Programme
22.00	Friday Sermon 7.6.96(R)
23.00	Learning French - Lesson No. 16

23.30	Various Programme

Saturday 8th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 5(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 4.6.96 (R)
02.00	Medical Matters - First Aid By Dr Mujeeb - ul - Haq - Sahib
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 149
04.00	Learning French - Lesson No. 16
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 7.6.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 5(R)
07.00	M.T.A. Variety - "Tech Talk"
08.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV 7.6.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab - 4.6.96 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 149 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 5(R)
13.00	Question Time: with Hadhrat Khalifatul Masih IV 21.5.96 Germany Part 1
14.00	Children's Mulaqat - with Huzur 8.6.96(R)
15.00	Meet Our Friends - Peter L. Meffe
16.00	Liqaa Ma'al Arab 5.6.96
17.00	Learning Arabic - Lesson no 2
17.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 35
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 150
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaen
21.30	Speech by Rashid Sb - 29.7.95 J/S 2nd Day
22.00	Children's Mulaqat - with Huzur 8.6.96(R)
23.00	Learning Chinese Lesson No.15
23.30	Various Programme

Sunday 9th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 35
01.00	Liqaa Ma'al Arab 5.06.96 (R)
02.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaen
02.30	A Page From The History of Ahmadiyyat By B.A.Rafiq Sahib
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 150 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No.15
04.30	Chinese Programme - Book Reading With Love To Chinese Brothers
05.00	Children's Mulaqat with Huzur 8.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 35
07.00	Meet Our Friends (R) - Peter L. Meffe
07.30	Speech by Tahir Selby 29.7.95
08.00	Sindhi Programme -F/S 10.6.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab 5.06.96 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 150 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran -No 35
13.00	Question Time - with Hadhrat Khalifatul Masih IV- Part2- 21.5.96 Germany
14.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 9.6.96
15.00	Around The Globe - Etiquettes of Conversation
16.00	Liqaa Ma'al Arab 6..06.96 (New)
17.00	Albanian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 6(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 151 (New)
21.00	Speech by Aftab Ahmad Khan Sb 29.7.95 J/S 2nd Day
21.30	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV - J/S - Opening Speech 1992 UK
23.30	Learning Norwegian Lesson No. 19

Monday 10th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 6.6.96 (R)
02.00	Speech by Aftab Ahmad Khan Sb
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 151 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No.19 (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends. 9.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
07.00	Around The Globe -Etiquettes of Conversation
08.00	Siraiky Programme - F/S 4.8.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab 6.6.96 (R)
10.00	Bangla /Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 151 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 10.6.96(N)
15.00	MTA Sports - Football Match Majlis-e-Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi Rabwah Vs Lahore
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 39 (New)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran No 36
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152 (New)
21.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq By Laiq Tahir Sahib
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 10.6.96(R)
23.00	Learning French Lesson No. 17
23:30	Various Programme

Tuesday 11th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel - ul - Quran Lesson No. 36 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 39 (R)
02.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq By Laiq Tahir Sahib (R)
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152 (R)
04.00	Learning French Lesson No. 17 (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 10.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 36 (R)
07.00	MTA Sports - Football Match - Majlis-e-Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi Part2
08.00	Pushto Programme - F/S 6.5.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab. No. 39 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 36 (R)
13.00	From The Archives - F/S -on Tarbiyyat 27.1.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 11.6.96 (N)
15.00	Medical Matters -'Anaemia' - Dr Latif Qureshi
15:30	Conversation with Tom Cox by Aftab Khan Sb 31.7.95
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No. 7
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 153 (New)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No.26
21.30	An Interview with a New Convert from Canada 31.7.95
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 11.6.96 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No.16
23.30	Chinese Programme - Book Reading With Love To Chinese Brothers.

Wednesday 12th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (R)
02.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No.26 (R)
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 153 (R)
04.00	Learning Chinese - Lesson No. 16 (R)
04.30	Chinese Programme - Book Reading With Love To Chinese Brothers (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 11.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
07.00	Medical Matters -"Anaemia" -Dr Latif Qureshi
07.30	Conversation with Tom Cox 31.7.95
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 153 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.6.96 (N)
15.00	MTA Variety - Dilbar Mera Yehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 41 (New)
17.00	French Programme : Un Message De La Communaute Ahmadiyya Part 2
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel -ul -Quran Lesson No. 37 (New)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 154 (New)
21.00	MTA Life Style - Al Maida
21.30	MTA Life Style - 'Hunar'
22.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.6.96 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No. 3
23.30	Arabic Programme: Qassedah/Nazm

Please note:
Programmes and Timings may change without prior notice.
All times are given in British time.
For more information please phone or fax.
+ 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, May 31, 1996 No. 22

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی کا عالمی ظہور

(دوست محمد شاہد)

مجلس التحقیق الاسلامی کے ترجمان رسالہ "محدث" میں پاکستان کے ایک عالم دین جناب عبدالقوی لقمان صاحب کا مقالہ شائع ہوا ہے جس کے درج ذیل اقتباس کا لفظ لفظ اس حقیقت کا اعلان عام کر رہا ہے کہ ؂

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اظہار محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے پندرہ سو برس قبل فرمایا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذارع، حتى لو دخلوا جُحر ضب تبعتموهم. قيل: يا رسول الله (ﷺ)! اليهود والنصارى؟ قال عليه الصلاة والسلام: فَمَنْ؟" (متفق عليه بحواله مشكوة المصابيح)

"البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریق کی پیروی (میں) بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ پورے اترو گے، یہاں تک کہ اگر کوئی (ان میں سے) گوہ کے بل میں گھسا تھا، تو تم بھی گھسو گے، عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کون ہو سکتا ہے"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی من و عن سچ ثابت ہوئی۔ جس کا واضح مظہر یہ ہے کہ آج کا مسلمان ایک اسلامی دینی معاشرے (Islamic Society) میں ایک مہذب شہری کی طرح شرعی وضع قطع اور چال ڈھال اپنا کر چلنے سے جھجکتا اور شرماتا ہے جبکہ مغربی تہذیب (Westren Civilization) میں پنپنے والے کا روپ دھار کر فخر کرتا اور اتراتا ہے، ایک اسلامی ریاست میں متشرع اور متدین آدمی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور بنیاد پرست کے لقب سے نوازا جاتا ہے جبکہ ایک بد کردار، لادین اور پینٹ شرٹ میں ملبوس شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ترقی یافتہ گردانا جاتا ہے ؂

خرد کا نام جنوں پڑ گیا اور جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

حتیٰ کہ مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور ذہنی و فکری انحطاط کی نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ عصر حاضر کا خبیث ترین اور شریر ترین صیہونی بھی مسلمانوں کی اس دورُوی طرز فکر اور ظاہری شکل و شباہت کو دیکھ کر شرم سے گردن جھکا دیتا ہے اور شاعر بھی اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے پکار اٹھتا ہے ؂

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

.... قارئین کرام! دور حاضر میں ملت اسلامیہ جن نازک حالات سے دوچار ہے، نیز کفر و شرک کی تیز آندھیوں، بدعات و خرافات کے مہیب طوفانوں، اور ملحدانہ نظریات و افکار کے جن خطرناک چیلنجز (Challenges) کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ایک قلم کی نوک اسے رقم کرنے سے عاجز اور بےبس ہے۔

.... یہ ساری سزا ہمارے اپنے ہی بداعمال کی شامت ہے کہ شیطان صفت دشمن اپنے لاؤ لشکر سمیت نیز مادی و فکری اسلحہ سے پوری طرح لیس ہو کر عالم اسلام پر چہار سو یلغار کرتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا ہے اور مسلمان بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے والے کبوتر کی طرح دشمن کا ترنوالہ بننے کے لئے بے بس ولاچار سہمے بیٹھے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ ہم اپنے بد طینت دشمن کے زرخرید غلام کی طرح اس کے حکم کی بجا آوری اور اس کے نقش قدم پر چلنے کو ہی اپنی زندگی کی اصل کامیابی اور سب سے بڑی سعادت خیال کرتے ہیں، مغربی آقاؤں کی ہی ذہنی و فکری غلامی کی زنجیریں اور طوق اپنے گلے میں پہننا اپنے مستقبل کے سہانے خوابوں کی سچی تعبیر اور عظیم مقاصد کی تکمیل گردانتے ہیں۔ یہی وہ مہلک صلیبی و صیہونی پھندہ ہے جس میں آج ہم جکڑ دیئے گئے ہیں"۔

شانِ اسلام

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مُجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اسکو دیکھیں
اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اَے اندھیرے والو دِل کا دیا یہی ہے
دُنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں
آخر ہُوا یہ ثابت، دارُالشفا یہی ہے
سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

(منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" صفحہ ۴۸ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

زعامت اعلیٰ انصار اللہ لندن کا سالانہ اجتماع

لندن (نمائندہ الفضل)۔ مورخہ ۱۱، ۱۲ مئی کو زعامت اعلیٰ انصار اللہ لندن کے سالانہ اجتماع کا افتتاح مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ نے فرمایا جس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب رفیق اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے انصار اللہ کی ذمہ داریوں اور تزکیہ نفس کے موضوعات پر روشنی ڈالی۔

اس اجتماع میں علمی اور ورزشی کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے۔ قائدین انصار اللہ برطانیہ نے اپنے پروگرامز پیش کئے اور مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز، صدر مجلس نے اجتماعات کی برکات اور تنظیم کی تعمیر اور ترقی کے لئے چار بنیادی باتوں کا ذکر فرمایا یعنی حسن انتظام، نظم و ضبط، فدائیت اور عمل پیہم۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے اور استغفار کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقع پر مکرم چوہدری رفیق احمد جاوید صاحب، زعیم اعلیٰ لندن نے مختصر طور پر رپورٹ پیش کی۔

ہفتہ کی شام کو مکرم مولانا بشیر احمد صاحب رفیق کی صدارت میں ایک مشاعرہ کا بھی اہتمام تھا۔ یہ دو روزہ تقریب بفضل اللہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس سوال و جواب

لندن (نمائندہ الفضل)۔ مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۹۶ء کو محمود ہال لندن میں حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ معمول کے مطابق انگریزی دان حضرات کے استفادہ کے لئے مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس مجلس کا آغاز مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کی صدارت میں ساڑھے چار بجے مکرم مولانا عبدالحفیظ صاحب کھوکھر کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور مکرم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب، نائب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا مختصر طور پر تعارف پیش فرمایا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ مجلس میں رونق افروز ہوئے تو سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان سوالات کے جوابات دیتے ہوئے حضور انور نے قرآن کریم کی اعلیٰ و ارفع تعلیم اور اس کے معارف پر مسلسل تقریباً دو گھنٹہ تک گفتگو فرمائی۔

حضور کی مجلس علم و عرفان کا یہ سلسلہ ایک عرصہ سے باقاعدگی سے جاری ہے جس میں ہر مرتبہ نئے نئے لوگ شامل ہوتے ہیں اور علم کی روشنی سے منور ہو کر جاتے ہیں۔ تقریب کے آخر پر بعض نئے دوستوں کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔

احمدی طلباء و طالبات کے لئے ضروری اعلان

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں قائم معلوماتی سیل (Information Cell) کے ذریعہ احمدی طلباء و طالبات کی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے ہر قسم کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو دنیا کے مختلف ممالک میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل معلومات نظارت تعلیم ربوہ کو ارسال فرماویں۔

☆ مضامین کی گائیڈ (Subject Guide) جس سے بآسانی پتہ چل سکے کہ کون سا مضمون کس ادارہ میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ لیول پر پڑھایا جاتا ہے۔

☆ ادارہ جات کے بارہ میں معلومات جو چھپی ہوئی صورت میں ہوں۔

☆ فنانشل ایڈ کے بارہ میں معلومات، تا کہ طلبہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

(نظارت تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد